بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میثم قادری

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

رُخِ فقیر بر آستانۂ پیر

از تصنیفات

جناب قبلہ و کعبہ خواجۂ عالم حضرت پیر نور محمدؒ صاحب نقشبندی مجددی
فنا فی الرسول خلف الرشید و سجادہ نشین، سلطان العاشقین، برہان الواصلین
واقفِ رموزِ جلیہ و خفیہ، کاشفِ غوامضِ عشقیہؔ و علمیہؔ پیر مشکل کشا، مظہر عون
یفعل اللہ ما یشاء شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ فنا فی الرسول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ، متوطن قلعہ شریف ضلع شیخوپورہ، مدفناً ۲ عثمان گنج ــ لاہور

❋

باہتمام

تنظیم علماء مرتضائیہ ۲-عثمان گنج لاہور

بار سوم تعداد ایک ہزار : شعبان ۱۴۰۶ھ : قیمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

حضرات! سلسلہ عالیہ مرتضائیہ کے متعلق بعض معاندین ہمیشہ کچھ اعتراضات کرتے رہتے ہیں، جن کی بنا محض حسد، بغض اور کینہ پر ہے۔ جن کے جواب ہمارے سلسلہ کے علماء نے کئی مرتبہ تحریراً و تقریراً دیے جو سلسلہ کی مختلف کتب کے حواشی پر مرقوم ہیں، لیکن چونکہ وہ مختصر اور فارسی زبان میں ہیں، اس لیے بعض احباب نے اس ہیچمدان کو اس خدمت پر مامور کیا کہ ان کو عام فہم اردو زبان میں لکھ کر شائع کیا جائے، تاکہ ہر کم علم اور اردو خوان بھی بآسانی پڑھ کر اطمینانِ قلب حاصل کر سکے۔ بشرطِ انصاف ان چند اوراق کا مطالعہ تسلی بخش ثابت ہوگا، لیکن ضدی معاند جس کا کام صرف اعتراض کرنا اور بہتان لگانا ہے، دفتروں سے بھی ہدایت نہیں پا سکتا فافہم۔ وجد و حال کے متعلق کتاب تحقیق الوجد میں ۱۵ سال ہوئے ہر اعتراض کا جواب ادلۂ شرعیہ سے دے کر اس کو نعمتِ عظمےٰ اور منتہی المنازل ثابت کیا گیا۔ بعض اعتراضات کا جواب بصورت رسالہ قدم بوسی شائع کر کے حجت تمام کی گئی، ہماری اکثر کتابوں کے حواشی پر ہر اعتراض کا جواب ہے، مگر معترض ملانے عوام کو اعتراض کر کے بدظن کرتے ہیں، لیکن جواب نہیں سناتے۔ اب یہ رسالہ انشاء اللہ عوام کے لیے بھی مفید ثابت ہوگا۔

ہر چند فضیلت و ثوابِ حج بیت اللہ شریف اگر برعایت شرائط کیا جائے بے حد و حساب ہے اسی کعبۂ ابراہیمؑ کے طواف سے جو مکہ معظمہ میں ہے۔ فریضۂ حج ادا ہوتا ہے، سوائے اس کے اگر کوئی کعبہ بنا کر فریضۂ حج ادا کرے تو وہ کافر، مرتد، ملعون جہنمی ہے۔

ناظرین! اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اعتراض نقل کرتے ہیں۔ اس کے

بعد ادلۂ قاہرہ سے جواب دے کر اس کی حقیقت کا انکشاف کریں گے۔

۱۲۹۰ھ میں ضلع راولپنڈی کے ایک عالم فاضل سید بزرگ (جو ہمارے حضرت خواجہ غلام مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نقشبندی، مجددی، فنا فی الرسول کے خاص غلاموں اور مخلص مریدوں سے تھے) نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ بزبانِ پنجابی و فارسی لکھا، جس کا نام قصیدہ ناجیہ ہے۔ مصنف نے اس قصیدہ کو عشق و مستی کی حالت میں از خود رفتگی سے لکھا ہے۔ قصیدہ کا ایک ایک بیت مصنف کے فنا فی الشیخ ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ قصیدہ مطبوعہ طبع اول کے صفحہ آخر پر اس وقت کے نامور علماء کی تقاریظ و تصدیقات بزبانِ عربی و فارسی مرقوم ہیں۔ قصیدہ کے طبع ہونے پر ایک مخالف مولوی نے اس کا رد بھی لکھا، مگر قدرتِ الٰہی نے اس کو طبع کرانے کی توفیق نہ دی۔ مصنف کا حشر یہ ہوا کہ وہ مرزائی ہو کر مرا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ۔ الآیہ

اس کے بعد حضرت خواجہ فنا فی الرسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے مدحیہ کلام لکھے، جن میں سے سی حرفی رموزِ معرفت مصنفہ قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت حاجی مہر محمد صوبہ صاحب قلندر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہے۔ یہ بھی پنجابی زبان میں پُرتاثیر کلام ہے۔ اب ہم قصیدہ ناجیہ مبارک اور سی حرفی شریف سے وہ ابیات نقل کرتے ہیں، جن کی بنا پر آج کل کے خشک ملانوں اور خود پسند زاہدوں کو اعتراض ہے۔ اس کے بعد اس اعتراض کا جواب ہوگا ۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر ۔ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

قصیدہ ناجیہ ص ۱۲ طبع چہارم

دُوروں خلقت ملکے جاندی حج کرن دی خاطر نوں ۔ میں اک وار جو ایس قلعے دا کراں طواف بعزم صمم

کئی ہزار حجاں دا درجہ ملدا اللہ صاحب تھیں ۔ برکت ایس قلعے دی رحمت ملدی ہُتی باجھ علم

علامہ دوران فصیح الزمان سعدیؒ ثانی حضرت مولانا ضیاء الدین فروغی نقشبندی مرتضائی قدس اللہ سرہٗ سکنہ علاقہ کھڈیاں ضلع قصور نے اس قصیدۂ مبارک کا فارسی نظم میں ترجمہ کیا ہے جو موسوم بہ قصیدہ ضیائیہ ترجمہ قصیدۂ نجیبہ ہے آپ ہر دو ابیات مذکورہ کا ترجمہ، قصیدہ ضیائیہ صـ۴ پر یوں ارقام فرماتے ہیں ؎

حاجیاں آئند بہرِ حج بیت اللہ شریف　　از ہزاران میل در مکہ ز ہر سُو گامزن

گر طواف ایں قلعہ سازیم باعزم درست　　درجہ ہائے حج یابیم از خدائے ذوالمنن

سی حرفی مذکور کے حسب ذیل بیت پر معترضین کو اعتراض ہے ؎

(۱)- دوستی رب دی لوڑنا ئیں، قلعے والے دا پلڑا چھوڑ ناہیں

قلعے والے دے گرد طواف کرلے مکے جاونے دی کوئی لوڑ ناہیں

اِیہہ قصور نگاہ دا نادانو، رب ہور ناہیں، پیرؒ ہور ناہیں

فضل رب دا جے مطلوب ہووے، قلعے والے ولوں مکھ موڑ ناہیں

ہم عرض کر چکے ہیں کہ فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے وہی کعبۂ ابراہیمیؑ ہے، جو اس کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔ خود حضرت مہر محمد صوبہ صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ مصنف سی حرفی حاجی ہیں۔ آپ نے مکہ معظمہ میں جاکر اسی کعبۂ ابراہیمیؑ کا طواف

---

(۱) اس کا جواب سی حرفی رموزِ معرفت صفحہ ۸ کے حاشیہ پر مرقوم ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ نسبت امر بماموربہٖ ہے جو اکثر آیات واحادیث سے ثابت ہے جیسے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔ اسی نسبت کو ملحوظ رکھ کر علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ جواہر البحار صـ۱۵۴ پر ارقام فرماتے ہیں: والنائب ھو الخلیفۃ والخلیفۃ ھو النائب فذاک ھو ھذا وھذا ھو ـ یعنی نائب خلیفہ ہے اور خلیفہ نائب ہے۔ وہ یہ ہے اور یہ وہ ـ اہلحدیث کے امام الائمہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم صـ۱۳ میں بخاری شریف کی حدیث کنت سمعہ الذی یسمع بہٖ وبصرہ الذی یبصر بہٖ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا ـ یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے مقبول بندے کے ساتھ تقرب فرماتے ہیں تو وہ اس کے کان ہو جاتے ہیں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتے ہیں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے

کرکے فریضۂ حج ادا کیا۔ اگر آپ کا یہ عقیدہ تھا تو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی ــ اصل بات یہ ہے کہ قاعدۂ حقیقت و مجاز مسلّمہ ہے۔ پس اگر آستانۂ پیر کو مجازاً قبلہ و کعبہ کہہ دیا جائے تو مضائقہ نہیں اور طواف قبور اولیاء کا جواز بھی صوفیاء کرام نے لکھا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ـ انتباہ، فی سلاسل اولیاء اللہ صـ۱۰۰ میں بذکر کشف القبور فرماتے ہیں :

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ　: ہاتھ ہو جاتے ہیں، جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتے ہیں جن سے وہ چلتا ہے) نقل کرکے فرماتے ہیں کہ "چوں از وادیٔ مقدس ندائے انی انا اللہ رب العالمین سر برزو اگر از نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ حضرت ذات است، آوازِ انا الحق برآید محل تعجب نیست"۔ یعنی جب کہ وادیٔ مقدس کی آگ سے ندا "میں اللہ ہوں تمام جہانوں کا" نکلی۔ اگر نفسِ کاملہ سے کہ اشرف موجودات اور نمونہ حضرت ذات کا ہے، آواز انا الحق کی آوے تو محلِ تعجب نہیں ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ صـ۱۴۳ تقطیع کلاں میں اتحاد و حلول کا رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "مقصد ایشاں (یعنی صوفیہ) ازیں اتحاد یکے از دو معنیٰ است، نہ اتحاد حقیقی۔ اول انہماک واضمحلال انانیت عبد نزدیک ظہور نور تجلی۔ خلاصہ یہ کہ صوفیاء کا مقصد اللہ تعالیٰ کے ظہورِ نور کے مقابل بندہ کی انانیت کا مٹ جانا ہے نہ کچھ اور ـ بندہ، خدا نہیں ہو سکتا۔ ہاں بندہ، خدا میں مٹ جاتا ہے"۔ پس اسی نسبت کے لحاظ سے حضرت مولانا رومؒ قدس سرہٗ العزیز کلیات شریف میں اپنے پیر و مرشد حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ؎

پیر من و مرید من، دردِ من و دوائے من　　فاش بگویم ایں سخن، شمسِ من و خدائے من

مثنوی شریف دفتر ۶ میں فرماتے ہیں :

چوں جُدا بینی زحق ایں خواجہ را　　گم کنی ہم متن و ہم دیباجہ را

پیر و حق را زاحولی ہر کہ دو دید　　او مرید است فی الحقیقت نہ مُرید

چونکہ ذات پیر را کردی قبول　　ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

خواجہ را چوں غیر گفتی از قصور　　شرم دار اے احول از شاہِ غیور

بعدهٔ ہفت کرّت طواف کند ودراں تکبیر بخواند وآغاز از راست بکند بعدهٔ طرف پایاں رخسارہ نہد ونزدیک روئے میت بنشیند" یعنی اس کے بعد سات مرتبہ قبر ولی کا طواف کرے اور اس میں تکبیر پڑھے اور دائیں طرف سے شروع کرے اور بعد ان اوراد کے پائینتی کی طرف رخسارہ رکھے اور میت کے چہرہ کے نزدیک بیٹھے۔

فتاویٰ حجتہ میں ہے کہ ان کان القبر قبر صالح ویمکن ان یطوف حولہ تلث مرات فعل ذالک۔ یعنی اگر قبر کسی صالح یعنی ولی اللہ کی ہو اور اس کا طواف ممکن ہو تو تین بار طواف کرے مگر سلسلۂ عالیہ مرتضائیہ کے کسی فرد نے کبھی حضرت خواجہ فنا فی الرسول قدس سرہٗ العزیز کے دربار کا طواف نہیں کیا؛ حالانکہ طواف عبادت نہیں۔ آیت' فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا سے صفا مروہ کا طواف

صفحہ گزشتہ سے پیوستہ:

نے غلط گفتم کہ نائب با منوب — گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب

دو مگو و دو مخواں و دو مداں — بندہ را در خواجہ خود محو داں

یعنی جب تو حق تعالیٰ سے اپنے خواجہ کو جدا دیکھے تو اپنے مقصد اور دیباجہ کو گم کرے گا، جس نے پیر اور حق تعالیٰ کو احولی سے دو دیکھا وہ حقیقت میں مرید بالفتح یعنی سرکش ہے نہ مُرید بالضم یعنی ارادت مند۔ جب تُو نے پیر کی ذات کو قبول کیا تو خدا اور رسولؐ ہر دو اس کی ذات میں آگئے اور جب تو نے اپنے قصورِ فہم کی وجہ سے اپنے شیخ کو غیر کہا تو اے احول' بادشاہ غیور سے شرم کر، میں نے غلط نہیں کہا کہ نائب کو منوب کے ساتھ اگر تو دو جانے تو یہ امر قبیح ہے' اچھا نہیں۔ دو نہ کہہ دو نہ سمجھ دو نہ جان' بندہ یعنی مرشدِ کامل کو اپنے آقا میں مٹا ہوا جان۔

سید الطائفہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی بے نظیر کتاب۔ مبدا و معاد شریف میں رقمطراز ہیں کہ "پیر حقیقی ہمہ رسول اللہ است"۔ یعنی پیر کامل بالکلیہ رسول اللہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مدعی رسالت ہے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ طالب صادق کے لیے شیخ کامل بمنزلہ رسول ہے یعنی جو ادب رسولؐ کے ہیں' وہی شیخ کے ہیں' کیونکہ شیخ مظہر رسولؐ خدا ہے۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کا ایک مضمون رسالہ "انوار الصوفیہ" دسمبر ۱۹۰۸ء میں

ثابت ہے تو کیا اس آیت میں صفا مروہ کی عبادت کا حکم ہے؟ تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۳۳ میں ہے کہ زائر جس طرح صفا مروہ کو دیکھ کر درود شریف پڑھے، اسی طرح دربار پُر انوار کو دیکھ کر وفی طریق المدینۃ وعند وقوع النظر علیھا وعند طواف الروضۃ المقدسۃ یعنی مدینہ منورہ کے راستہ میں اور روضہ منورہ کے طواف کے وقت بھی درود شریف پڑھے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کتاب بوستان میں اپنے بادشاہ وقت ابوبکر بن سعد زنگی کے دروازہ کو بھی کعبہ کہا ہے ؎

فطوبیٰ لباب کبیت العتیق — حوالیہ من کل فج عمیق

آج کل کے حاجی عام طور پر ریاکار خود پسند صرف نمود کے لیے حج کرتے ہیں — آج کل خصوصاً بوڑھے لوگوں کو حج کرنے کا شوق اسی طرح ہے' جس طرح بچوں کو میلہ دیکھنے کا — حج ان پر فرض تو ہوتا نہیں، گداگری کر کے حج کو جاتے ہیں کئی مولوی دیکھے گئے کہ نفلی حج کے لیے جا رہے ہیں اور راستہ میں فرض نمازیں عمداً قضا کر رہے ہیں۔ ہمراہیوں سے گالی گلوچ اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حج کرنے سے نیت صرف یہی ہوتی ہے کہ لوگ ہماری عزت کریں اور حاجی صاحب کہیں۔ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ کسی نمازی کو کوئی شخص نمازی کہہ کر نہیں پکارتا۔ کسی زکوٰۃ دینے والے کو زکواتی صاحب کوئی نہیں کہتا۔ کسی روزے دار کو روزے دار کوئی نہیں کہتا۔ کسی کلمہ طیبہ کا ذکر کرنے والے کو کلمی صاحب کوئی نہیں کہتا' لیکن جو حج کر آیا اس کو سب لوگ حاجی صاحب ہی کہتے ہیں اور اگر حاجی صاحب کسی ایسی مجلس میں گئے۔ جہاں کسی کو معلوم نہیں تو خود سفر حج کے واقعات بیان کرنے

صفحہ گزشتہ سے پیوستہ: نکلا تھا۔ یہ مضمون آپ کے قلم کا تھا۔ رسالہ مذکور کے صفحہ ۲۷ پر آپ لکھتے ہیں کہ "پیر اور خدا دو نہیں"۔

مولوی محمد عمر صاحب اچھروی مقیاس الحنفیت صفحہ ۲۷ میں حدیث لا یزال عبدی یتقرب — الخ لکھ کر فرماتے ہیں:

بتایئے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیر اللہ ہیں؟ منہ

شروع کر دیئے، تاکہ سب کو پتہ چل جائے کہ یہ حاجی صاحب ہیں۔ بعض لوگ بلا دلیل یہ جواب دیتے ہیں کہ حفظِ قرآن اور حج چونکہ عمر میں ایک ہی دفعہ ادا ہوتا ہے اس لیے حاجی یا حافظ کہلوانے میں ہرج نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حجاز، شام، عراق، نجد وغیرہ کے علاوہ ممالک بعیدہ ہند وغیرہ کے مالدار لوگ پندرہ پندرہ بیس بیس یا کم و بیش حج ادا کر لیتے ہیں لہذا یہ جواب غلط ہے۔ مشکوٰۃ کتاب العلم میں بروایت صحیح مسلم حدیث موجود ہے کہ وہ شہید عالم قاری سخی جو ریاکاری اور شہرت کے واسطے یہ عمل کریں، اُن کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ بروایت ترمذی و ابن ماجہ حدیث ہے القراء المراؤن باعمالھم جہنم کی وادی جب الحزن میں داخل ہوں گے۔ مشکوٰۃ باب الریا والسمعۃ میں حدیث ہے لو ان رجلا عمل عملا فی صخرۃ لا باب لھا ولا کوۃ خرج عملہ الی الناس کائنا ما کان یعنی اگر کوئی شخص ایسے پتھر میں کوئی عمل کرے، جس میں کوئی سوراخ یا دروازہ نہ ہو، تب بھی وہ عمل لوگوں کی طرف نکل جاتا ہے (یعنی لوگ اس کے عمل کو جان جاتے ہیں) بتایئے صاحبان جب ہر شخص کا عمل ظاہر ہو کر ہی رہے گا تو پھر حاجی وغیرہ کہلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں علماء اور مشائخ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، اگر کوئی شخص کسی عالم ربانی صحیح العقیدہ کے نام کے ساتھ مولانا مولوی وغیرہ یا کسی شیخ کامل کے نام کے ساتھ کچھ القاب لکھے تو ان کا علم و فضل ظاہر کرنے سے چونکہ استفادہ عام کی امید ہے لہذا منع نہیں، کیونکہ ہر امر میں حسن و قبح کا مدار نیت پر موقوف ہے۔ و اما بنعمۃ ربک فحدث الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ محسن کے احسان کا شکر کرے، ذکر مفاخر و مباہات کے طور پر اپنی فضیلت کا اظہار اور ابراز کرنا [illegible] حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے [illegible] اور حدیث ہے جو امت کے لیے نعمت عظمیٰ [illegible] علیک بالنبوۃ وغیرھا (من الفضائل) [illegible] کی تبلیغ مراد ہے۔ بیہقی شریف کی مرفوع حدیث

ہے کہ التحدیث بنعمۃ اللہ شکر یعنی تحدیث بالنعمۃ سے مراد شکر ہے، ہاں اگر کوئی پوچھے کہ تم نے حج کیا ہے تو صحیح جواب دینا منع نہیں اگر حج کر چکا ہے اور جواب نفی میں دے گا تو جھوٹ ہوگا۔ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۳۲۹ میں حدیث ہے، جس سے صرف یہی بات ثابت ہے عن مجاھد قال بینا عمرؓ بن الخطاب جالس بین الصفا والمروۃ اذ قدم رکب فاناخوا وطافوا وسعوا فقال لھم عمرؓ من انتم قالوا من اھل العراق قال فما اقدمکم قالوا حجاج یعنی حضرت مجاہدؒ سے ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صفا مروہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ قافلہ آیا جو طواف وسعی وغیرہ مناسک بجا لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، کس ارادے سے آئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا، ہم عراق سے حج کے لیے آئے ہیں — دیکھیے یہ جواب کہ ہم حج کے لیے آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوچھنے پر دیا۔ غرض ایسے حاجی تمام عمر کے لیے ریاکاری میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور نفس و شیطان کے دھوکے میں آکر برباد ہو جاتے ہیں۔ جس طرح علم بغیر عمل کے بے فائدہ اور وبالِ جان ہے، اسی طرح عمل بغیر اخلاص کے بے کار ہے۔ جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے، پسماندگان کے لیے واپسی تک کا خرچ نہیں ہے، اس کے لیے حج ناجائز ہے۔ جیسے بروز عید روزہ رکھنا اور عین دوپہر کے وقت نماز حرام ہے۔ شیخ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص پر حج فرض نہیں، یعنی طاقت نہیں رکھتا اور اس کے روبرو ترغیب حج کے مسائل بیان کرنا منع ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مبادا اس کے دل میں حج کا شوق پیدا ہو اور وہ کئی ایک فرائض سے قاصر رہ جائے۔ مفتیٔ اعظم مولانا مولوی حشمت علی علیہ الرحمۃ بریلوی سے پوچھا گیا کہ جو لوگ ادھر ادھر سے مانگ کر حج کو جاتے ہیں، ان کے واسطے کیا حکم ہے۔ آپ نے فتویٰ دیا کہ ایسے لوگوں پر حج فرض نہیں اور

بے ضرورت لوگوں سے سوال کرنا مانگنا حرام ہے۔ منقول از اخبار الفقیہ امرتسر ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء الخ۔ آج کل کے بڑے بڑے مشہور پیر صاحبان بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں۔ حضرت صاحب نے حج کو جانا ہے۔ ہر اخبار میں مضمون چھپ رہے ہیں۔ مریدوں کے نام ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں میں خطوط ارسال کئے جا رہے ہیں کہ حضرت صاحب فلاں گاڑی پر گزریں گے، لہٰذا ہر شخص مرید ہو یا غیر، ہر سٹیشن پر جو اس کی جائے سکونت سے قریب ہو، حاضر ہو کر پیر صاحب کی زیارت سے مشرف ہو، سادہ لوح مرید عقل کے اندھے، گانٹھ کے پورے سٹیشنوں پر حاضر ہو کر نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ واپسی پر پھر اسی طرح اعلان ہو رہے ہیں۔ غرض حضرت صاحب قصرِ ولایت میں پہنچے اور کئی سالوں کا خرچ کما لائے۔ یہ پیر صاحبان ان حاجیوں سے بدتر ہیں جو حج کے بہانے سے وہاں جا کر کئی تجارتی اشیاء چھپا کر لاتے ہیں۔ ہیں تو یہ بھی غدار، روپیہ کمانے گئے اور حاجی ہو کر آئے۔ مگر غریب مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی تو ان کی نذر نہیں ہوتی۔ ایسے پیر خدا کی طرف سے تو نہیں ہیں، بلکہ ان کو مرید مشہور کرتے ہیں۔ صوفیہ کرام کے مسلمہ اصول الشہرۃ آفۃ وراحۃ فی الخمول یعنی فقیر کے لیے شہرت آفت ہے اور گوشہ نشینی میں راحت ہے۔ پر ان کا عمل نہیں، کیونکہ گوشہ نشین ہو کر یہ روزی نہیں کما سکتے۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ حضرت صاحب حج کو تشریف لے جا رہے ہیں مگر مریدوں کو بلانے کی کیا ضرورت ہے اور سفرِ حج کو مشہور کرنے کا کیا فائدہ؟ تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں روتے اور عجز کرتے اور ہر قدم پر دوگانہ نماز پڑھ کر حج کے لیے چودہ برس کے بعد مکہ معظمہ پہنچے، اتفاق سے حرم شریف کے بزرگوں کو خبر پہنچ گئی۔ تمام مشائخ مکہ استقبال کے لیے نکلے، لیکن حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ قافلہ سے الگ ہو کر آگے نکل گئے، تاکہ آپ کو کوئی پہچان نہ سکے۔ مشائخ مکہ کے خادم جو ان سے بھی پہلے نکلے تھے، حضرت ابراہیمؒ کو دیکھ کر

پوچھنے لگے کہ کیا حضرت ابراہیم ادھمؒ نزدیک ہی آ رہے ہیں؟ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جواب دیا کہ تم کو اس زندیق سے کیا کام ہے؟ خادمانِ مشائخ نے آپ کو مارنا شروع کر دیا اور کہا کہ تم ایسے بزرگ کو زندیق کہتے ہو، زندیق تو تم ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں، میں بھی تو یہی کہتا ہوں۔ خادم یہ سن کر آپ کو دیوانہ سمجھے اور آگے روانہ ہوئے۔ آپ نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھ تجھے تیرے غرور کی کیسی سزا ملی۔ تو چاہتا تھا کہ مکہ شریف کے بزرگ میرے استقبال کو آ رہے ہیں اور میری تعظیم ہوگی، مگر میں نے تیری آرزو پوری نہ ہونے دی۔ ناظرین! اس واقعہ کو آج کل کے پیروں کے مقابلہ میں رکھ کر ان کی بزرگی کا اندازہ فرمائیے۔ آج کل کے حاجیوں کو حج کا شوق تو بہت ہے مگر کسی مسکین کو ایک پیسہ دینا اور ایک وقت کی روٹی کھلانا محال ہے۔ اکثر حاجی زکوٰۃ کے تارک ہوتے ہیں؛ حالانکہ اگر زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو کوئی عمل مقبول نہیں۔ درۃ الناصحین میں حضرت شیخ عثمان بن حسین خوبوئی سے مروی ہے کہ ان موسیٰ علیہ السلام مرّ یوماً برجلٍ وهو يصلّي مع خضوع وخشوع فقال یا رب ما احسن صلوٰته قال اللّٰه تعالیٰ یا موسیٰ لو صلّی فی کلّ یوم و لیلة الف رکعة واعتق الف رقبة وصلّی الف جنازة و حج الف حجة وغزا الف غزوة لم ينفعه حتّٰی یؤدّی زکوٰة ماله۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک شخص پر گزرے جو نہایت خضوع و خشوع سے نماز پڑھ رہا تھا۔ جناب کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کی کہ یا رب اس تیرے بندے کی کیا اچھی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ اگر یہ شخص ہر دن اور رات میں ہزار رکعت نماز پڑھے اور ہزار غلام آزاد کرے اور ہزار جنازہ پڑھے یعنی جنازہ پڑھنے کا ثواب بھی حاصل کرے اور ہزار حج بیت اللہ کا کرے اور ہزار جنگ کفار سے کرے تو یہ سب اعمال اس کو کوئی فائدہ نہ دیں گے، جب تک اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

انجمن حزب الاحناف لاہور کے مفتی صاحب مدظلہ کا فتوےٰ جریدہ رضوان، ۲ جولائی ۱۹۵۰ء میں شائع ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے نماز روزہ حج سب بے کار ہوتے ہیں۔ (طبرانی)

جس مال کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے، وہ حرام ہے اور حرام مال سے کوئی عمل حج وغیرہ مقبول نہیں۔

حضرت مولانا غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد بیگم شاہی، لاہور جو اپنے وقت کے فقیہہ اعظم اور بے ریا مفتی تھے۔ اسلام کی تیسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ مال حرام سے حج کرنا حرام ہے۔

وھکذا فی فتاوٰی عبد الحی ص ۱۰۵/۲ بہارِ شریعت مصنفہ مفتی اعظم حضرت مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ میں ہے، مال حرام سے حج حرام ہے۔ ص ۶

حدیث ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی کپڑا دس درہم کو خریدے اور ان میں ایک درہم حرام کا ہو اور وہ کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا — مشکوٰۃ باب الکسب وطلب الحلال۔

اس سے ثابت ہے کہ جس مال میں تھوڑی سی ملاوٹ بھی مال حرام سے ہو، اس سے حج یا کوئی اور نیک عمل کرنا منع ہے۔

حضرت ابو بکرؓ سے مشکوٰۃ کے اسی باب میں حدیث ہے: لا یدخل الجنۃ جسد غذی بالحرام یعنی جو جسم مال حرام سے پلتا ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ پس اگر فضیلت ہے تو حج مبرور کی ہے نہ کہ غیر مبرور کی۔ حج مبرور یعنی حج مقبول، گناہوں سے پاک رکھا گیا ہے۔ حج مبرور کی تعریف شرح مشکوٰۃ وغیرہ میں یہ ہے مالا یخالطہ ماثم ولا سمعۃ ولا ریاء یعنی جس میں گناہوں کی ملاوٹ اور ریاء وسمعہ نہ ہو۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب البیوع، فصل اوّل کی حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ نہیں

قبول کرتا مگر پاک کو — اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حکم کیا مومنوں کو ساتھ اس چیز کے کہ حکم کیا پیغمبروں کو ساتھ اس کے۔ پس فرمایا: اے رسولو، کھاؤ حلال رزقوں سے اور عمل کرو اچھے — اور فرمایا: اے مومنو، کھاؤ حلال کھانوں سے جو کچھ کہ دیا ہم نے تم کو۔ پھر ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کا کہ حج کے لیے سفر دراز کرتا ہے۔ پراگندہ، بال غبار آلودہ، دراز کرتا ہے۔ دونوں ہاتھ اپنے یعنی دعا کے لیے طرف آسمان کی۔ یعنی حج کر کے پھر دعائیں مانگتا ہے۔ کہتا ہے، یارب[1]، یارب۔ یعنی اے رب میرے اے رب میرے۔ اور حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور پرورش کیا گیا ہے ساتھ مال حرام کے، پھر کس طرح قبول کی جائے دعا اس شخص کی — اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبولیت دعا، قبولیت حج کی علامت ہے —

حضرت ابو ہریرہؓ سے مشکوٰۃ کتاب المناسک میں حدیث ہے۔ الحاج والعمار وفد اللہ ان دعوہ اجابھم۔

یعنی حاجی اور عمرہ کرنے والے خدا کے مہمان ہیں۔ اگر دعا مانگیں، وہ قبول کرتا ہے۔

ان ہر دو احادیث سے ثابت ہوا کہ حج کی قبولیت کی علامت حاجی کی دعا کا قبول ہونا ہے، پس حاجی سے دعا کرائی جائے۔ اگر قبول ہو تو حج مقبول ہے، ورنہ نہیں —

پس حج مبرور (مقبول) کی قید سے ثابت ہوا کہ جب تک حج کی سب شرائط ادا نہ ہوں، حج قبول نہیں ہوتا اور حج مقبول کی یہ نشانی منقول ہے کہ اس کے بعد حاجی کا حال بدل جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور عبادت میں مصروف رہے اور جو گناہ حج سے پہلے کرتا تھا ان کو چھوڑ دے اور کسی کا حق نہ مارے کہ حقوق العباد حج سے اور شہادت سے بھی نہیں بخشے جاتے۔ سفر حج میں کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا کرے۔ حضرت شیخ سعدیؒ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ گلستان میں ایک حکایت نقل کرتے ہیں کہ میں حاجیوں کے ایک قافلہ

---

[1] حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ (الحدیث)

کے ہمراہ تھا۔ حاجی آپس میں خوب لڑے اور گتھم گتھا ہو کر جوتی پیزار کا سلسلہ بھی چلایا ــ ایک کجاوہ نشین نے یہ معاملہ دیکھ کر اپنے ہمراہی سے کہا: پیادۂ عاج عرصہ شطرنج را بسر می برو، فرزین می شود۔ یعنی بہ ازاں می شود کہ بود و پیادگان حاج بادیہ را بسر بردند وبدتر شدند ؎

از من بگوئی حاجیے مردم گزائے را   کو پوستین خلق بآزار می درو

حاجی تو نیستی شتر است از برائے آنکہ   بے چارہ خار می خورد و بار می برو

یعنی ہاتھی دانت کا پیادہ عرصۂ شطرنج کو طے کر کے، وزیر یعنی بہتر ہو جاتا ہے۔ مگر یہ حاجی پیادے سفر حج کو طے کرتے ہیں اور حاجی ہو کر پہلے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ پس میری طرف سے ایسے حاجی کو جو لوگوں کو کاٹ کاٹ کر کھاتا ہے، کہہ دو کہ تو حاجی نہیں ہے، ہاں تیرا اونٹ حاجی ہے، کیونکہ وہ بے چارہ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ اٹھاتا ہے۔ یعنی تیرا اونٹ تو فائدہ پہنچاتا ہے، مگر تو لوگوں کے کپڑے اتارنے کی فکر میں رہتا ہے۔ پہلے تو اہل عجم سے تمام عمر دغے اور فریب کیے، اب اہل عرب اور حاجیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اور کئی قسم کے ناجائز طریقوں سے مال حرام کھایا۔ عارف رومی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

اے بسا حاجی بہ حج رفتہ بہ عشق   وقت باز آمد شدہ او یار فسق

یعنی بہت حاجی شوق سے حج کرنے کو گئے، مگر واپس آئے تو فاسق ہو گئے ــ

چوں بطوف خود بطوفی مرتدی ــ چوں بخانہ آمدی ہم باخودی۔ یعنی جب تو نے خودی سے طواف کیا تو مرتد ہی رہا۔ جب حج کر کے واپس آیا تو بھی خودی لے کر ہی آیا ــ

پس حج مبرور کا ثواب یہ ہے کہ تمام عمر کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور انسان جنتی ہو جاتا ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ اور بھی کئی اعمال ایسے ہیں، جن سے حج کا ثواب ملتا ہے:

حضرت غوث الثقلین، قطب الدارین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غنیۃ الطالبین میں حدیث نقل فرماتے ہیں:

عن ابن عباسؓ من صام یوم عاشورا من المحرم اعطی ثواب عشرۃ آلاف شہید وثواب عشرۃ آلاف حاج ومعتمر (غنیۃ الطالبین ص ۴۲۶)

یعنی جو شخص محرم میں یوم عاشورا کا روزہ رکھے، اس کو دس ہزار شہید اور دس ہزار حج وعمرہ کا ثواب دیا جاتا ہے۔

جو شخص جمعہ کی نماز کے لیے نکلے اس کو ہر قدم پر حج کا ثواب ملتا ہے۔

وفی الحدیث من خرج الی المسجد ولم یشتغل بشیٍٔ من امور الدنیا ولم یتکلم احداً کتب اللہ لہٗ بکل قدم ثواب حج مقبول۔

(فتاویٰ برہنہ صفحہ ۳۴۴)

یعنی حدیث میں ہے کہ جو شخص نمازِ جمعہ کے لیے مسجد کی طرف نکلے اور امورِ دنیا سے کسی چیز کے ساتھ مشغول نہ ہو اور کسی سے کلام نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم کے بدلے ثوابِ حجِ مقبول کا دیتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف باب البر والصلۃ فصل ۳ میں حضرت ابن عباسؓ سے ہے قال ما من ولد بار ینظر الی والدیہ نظر رحمۃ الا کتب اللہ لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا وان نظر کل یوم مأۃ مرۃ قال نعم اللہ اکبر واطیب یعنی آپ نے فرمایا جو بیٹا ماں باپ سے نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ کو شفقت و رحمت کی نظر سے دیکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے ایک حج مقبول کا ثواب لکھتے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، حضورؐ اگرچہ ہر دن میں سو نظر سے دیکھے۔ فرمایا: ہاں، یعنی اگر سو دفعہ دن میں ماں باپ کو نظرِ شفقت سے دیکھے تو ہر روز سو حج مقبول کا ثواب پائے گا (اور اس امر سے متعجب ہونے کے رد کے لیے اللہ اکبر واطیب فرمایا) مشکوٰۃ شریف، باب الذکر میں بروایت ترمذی شریف حدیث ذیل ملاحظہ ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

من صلی الفجر فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہٗ کاجر حجۃ وعمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تامۃ تامۃ تامۃ۔

یعنی جس نے باجماعت نمازِ فجر پڑھی، پھر دن چڑھے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، پھر دو رکعت نماز پڑھی تو اس کو حج وعمرہ کا ثواب ہوا ـــ راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ پورے حج وعمرہ کا ثواب، پورے حج وعمرہ کا ثواب، پورے حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

مشکوٰۃ باب المساجد میں حضرت ابی امامہؓ سے ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من خرج من بیته متطهراً الی صلوٰۃ مکتوبة فاجره کاجر الحاج المحرم ومن خرج الی تسبیح الضحیٰ لاینصبه الا ایاه فاجره کاجر المعتمر

یعنی جو شخص اپنے گھر سے فرض نماز کے لیے، پاک وصاف ہو کر نکلا۔ پس اجر اس کا مثلِ اجر حاجی محرم کے ہے اور جو شخص نفل چاشت کے لیے نکلا اور نہ مشقت میں ڈالا اس کو مگر نفلوں نے، پس اس کا اجر مانند عمرہ کرنے والے کے ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب التسبیح حضرت عمروؓ بن شعیب سے ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من سبح اللہ مائة بالغداۃ ومائة بالعشی کان کمن حج مائة حجة۔

یعنی جس شخص نے صبح وشام سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی، وہ ایسا ہو گیا کہ جس طرح کسی نے سو حج کیا ہو

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

لزیارته خیر من عشرین حجة (کتاب الحجۃ)

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف کی زیارت بیس حجوں سے افضل ہے۔

انیس الارواح صفحہ ۲۴ میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے

ہے، فرماتے ہیں کہ:

ہر کرا دختراں باشند وبراں شادی کند فاضلتر ازاں کہ ہفتاد بار خانہ کعبہ را زیارت کردہ باشد۔

یعنی جس شخص کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ اس پر خوشی کرے، ستر۔۔۔ خانہ کعبہ کی زیارت یعنی ستر حج کا ثواب پاتا ہے۔ کتاب راحۃ القلوب صفحہ ۲۰ میں حضرت سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مردان خدا ہر جا کہ نشستہ اند ہمانجا خانہ کعبہ است وہمانجا عرش وہمانجا کرسی۔

یعنی جس جگہ مردانِ خدا بیٹھیں، خانہ کعبہ عرش کرسی سب کچھ وہیں ہے۔

تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ میں ہے:

حج العوام قصد البیت وزیارته وحج الخواص قصد رب البیت وشهوده۔

یعنی عام لوگوں کا حج، بیت اللہ شریف کا قصد اور زیارت کرنا ہے اور خاصوں کا حج بیت اللہ کے مالک کی طرف قصد کرنا اور اس کا شہود ہے۔

وفی الخبر ان للہ عباداً تطوف بهم الکعبة۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ کعبہ ان کے گرد طواف کرتا ہے۔

اس سے آگے حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں ایک حکایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک خدا کا بندہ بارادۂ حج تیار ہوا۔ اس کا چھوٹا بچہ تھا۔ اس نے پوچھا: "اباجان، کہاں جانے کا ارادہ ہے؟" والد نے کہا: "بیٹا خدا کے گھر جا رہا ہوں۔" لڑکے نے خیال کیا کہ جب گھر دیکھیں تو گھر والا بھی ساتھ ہی دیکھا جاتا ہے، لہٰذا وہ بچہ بھی ساتھ ہی تیار ہو گیا۔ جب بیت اللہ شریف پہنچے اور لڑکے کی نگاہ کعبہ پر پڑی تو بے ہوش ہو کر گرا اور شہادت ہو گئی۔ والد حیران ہوا اور گھبرایا۔ کعبہ معظمہ کے اندر سے ہاتف نے آواز دی، گھبراؤ نہیں:

انت طلبت البیت فوجدته وهو طلب رب البیت فوجد

رب البیت ۔ یعنی تونے اللہ کے گھر کی زیارت کا قصد کیا، اس کو پالیا ۔ مگر لڑکے نے گھر کے مالک کا قصد کیا، لہٰذا اس نے گھر کے مالک کو پالیا ۔

لڑکے کو وہاں سے اٹھا کر دفن کیا تو ہاتف نے آواز دی کہ یہ لڑکا نہ تو قبر میں ہے اور نہ زمین میں اور نہ ہی جنت میں، بلکہ اپنے رب کے پاس ہے ۔ صاحب تفسیر رُوح البیان فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے وہ تمام مخلوق کا قبلہ ہو جاتا ہے ۔ جیسے آدم علیہ السلام ملائکہ کے قبلہ بنے ۔

اعلم ان البیت الذی شرفه الله باضافته الی نفسه وهو بیت القلب فی الحقیقة ۔

یعنی یقیناً جان لے کہ وہ بیت اللہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف نسبت کر کے بزرگی دی ہے، وہ حقیقت میں مردِ خُدا کا دل ہے ۔

صوفیہ کے مایۂ ناز حبیب قیوم حضرت مولانائے روم قدس اللہ سرہٗ مثنوی شریف جو بقول شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہے، (فتاویٰ عزیزی) کے دوسرے دفتر میں سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی حکایت لکھتے ہیں جو ہم ذیل میں مع ترجمہ نقل کرتے ہیں ؎

سوئے مکہ شیخِ امت بایزیدؒ　　از برائے حج و عمرہ می دوید
او بہر شہرے کہ رفتے از نخست　　مر عزیزاں را بکروے بازجست
گرد می گشتے کہ اندر شہر کیست　　کو بر ارکانِ بصیرت متکی ست
گفت حق اندر سفر ہر جا روی　　باید اول طالب مردے شوی

یعنی حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ امت تھے ۔ حج و عمرہ کے لیے مکہ معظمہ گئے ۔ جس شہر میں جاتے، پہلے اللہ والوں کی جستجو کرتے کہ شہر میں ایسا کون ہے، جو ارکانِ بصیرت کا متکی ہے ۔ یعنی اس کعبہ کے جو ارکان ہیں، شامی، یمانی، عراقی، حجر اسود، یہ ارباب بصارت یعنی عوام کے واسطے ہیں اور جو اصحاب بصیرت ہیں، ان کے چار ارکان شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت ہیں ۔ سوان کا تکیہ

لگانے والا کون ہے ۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کہیں سفر کو جائے تو چاہیے کہ اوّل طالب کسی مردِ خُدا کا ہو ۔

بایزیدؒ اندر سفر جستے بسے　　تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدِ ہمچوں ہلال　　بود در وے فرّ و گفتار رجال
دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب　　ہمچوں پیلے دیدہ ہندوستان بخواب
بایزیدؒ اورا چوں از اقطاب یافت　　مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
پیش او بنشست و می پرسید حال　　یافتش درویش و ہم صاحب عیال
گفت عزمِ تو کجا اے بایزیدؒ　　رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصدِ کعبہ دارم از پگہ　　گفت ہیں باخود چہ داری زادِ راہ
گفت دارم از درم نقرہ دو یست　　نک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست

بایزیدؒ سفر میں بڑی جستجو رکھتے تا کہ کسی ایسے کو پائیں جو اپنے وقت کا خضر ہو ۔ ایک بوڑھے کو دیکھا جو مثل ہلال کے خمیدہ قامت تھا، لیکن مردانِ حق کی سی فر و گفتار اس میں موجود تھی ۔ نابینا تھا، مگر دل آفتاب کی طرح روشن تھا اور مست و پُرجوش ایسا کہ جس طرح پیل اپنے وطن ہندوستان کو خواب میں دیکھ کر سرور میں آتا ہے ۔ بایزیدؒ نے جب اس کو اقطاب سے ایک قطب پایا ۔ عجز و زاری جتائی اور اس کی خدمت میں دوڑے، اس کے سامنے بیٹھے، حال پوچھا اور اس کو درویش اور صاحب عیال بھی پایا ۔ اس نے کہا، اے بایزیدؒ کہاں کا قصد ہے اور سامان سفر کا کہاں لے جاؤ گے ؟ حضرت بایزیدؒ نے کہا، صبح ہی سے قصد کعبہ کا رکھتا ہوں ۔ کہا بتا، تیرے پاس راہ کا خرچ کیا ہے ؟ کہا دو سو درہم نقرہ کے میرے پاس ہیں ۔ دیکھو میری چادر کے گوشہ میں مضبوط بندھے ہیں ۔

---

[1] کتب تصوف سے یہ تصریح ثابت ہے کہ سلطان العارفین حضرت بایزیدؒ فردِ وقت تھے اور فردِ وقت وہ ہوتا ہے، جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہو ۔ پس یہ واقعہ مرتبۂ فردیت عطا ہونے سے پہلے کا ہے ۔ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں، ورنہ ہم آپ کی فردیت بدلائل ثابت کرتے ۔ فافہم منہ

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار   ویں نکو تر از طوافِ حج شمار

آں درمہا پیش من نہ اے جواد!   دانکہ حج کردی وشد حاصل مراد

عمرہ کردی، عمر باقی یافتی   صاف گشتی بر صفا بشتافتی

حق آں حقیکہ جانت دیدہ است   کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است

کعبہ ہرچندیکہ خانہ برّ اوست   خلقت من نیز خانہ سرّ اوست

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ   گرد کعبہ صدق برگردیدۂ

خدمتِ من طاعت وحمد خداست   تا نہ پنداری کہ حق از من جداست

چشمِ نیکو باز کُن در من نگر   تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار   گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

با یزیدؒ کعبہ را دریافتی   صد بہاؤ عزوصد فر یافتی

اس مردِ خدا نے کہا، سات بار میرا طواف کرلے اور اس کو طوافِ حج سے بہتر جان اور درم میرے آگے رکھ، بس سمجھ لے کہ میں نے حج کرلیا اور مراد حاصل ہوگئی ـــ تم کو عمر باقی حاصل ہوئی، یہی تیرا عمرہ ہے اور تو صاف ہوگیا۔ بس صفا پہاڑی پر یہی دوڑنا ہے ـــ قسم ہے اس حق کی جس کو تیری جان نے دیکھا ہے کہ اس نے مجھے اپنے بیت اللہ پر برگزیدہ کیا ہے۔ اگرچہ بیت اللہ اس کے احسان و نیکی کا گھر ہے۔ مگر میری پیدائش (وجود) بھی اس کے بھید کا گھر ہے۔ جب تونے مجھ کو دیکھا، خدا کو دیکھا اور کعبۂ صدق کا طواف کیا جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے الانسان سرّی وانا سرّہ یعنی انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ میری خدمت، خدا کی عبادت اور حمد ہے۔ ہرگز خیال نہ کرنا کہ حق تعالیٰ مجھ سے جدا ہے۔ اچھی طرح آنکھیں کھول کر مجھ کو دیکھ تا کہ خدا کے نور کا [illegible] دیکھے۔ کعبہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بار بفحوائے آیت ان طہرا بیتی [illegible] میرا گھر فرمایا ہے مگر مجھ کو ستر دفعہ یا عبدی کہا ہے۔ اے بایزیدؒ تو نے کعبہ کو پالیا۔ سینکڑوں بہا اور عزت و فر تجھ کو حاصل ہوئے ؎

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است   از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر ست

آں بنا کردہ خلیلِ آذر ست   دل گزرگاہ جلیل قادر است

صورتِ کو فاخر و عالی بود   او ز بیت اللہ کے خالی بود

یعنی مردِ خدا کے دل کو ہاتھ میں لے کہ یہی حج اکبر ہے۔ ہزار ہا کعبہ سے مردِ حق کا ایک دل بہتر ہے، کیونکہ کعبہ کی بناء حضرت خلیل علیہ السلام نے کی ہے اور دل مردِ حق کا اللہ تعالیٰ کی گزرگاہ ہے۔ پس مردانِ حق کی صحبت اور ان کے درباروں پر بصدق دل حاضر ہونے سے ہزار ہا حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکتوبات شریف جلد ۲ مکتوب ہفتادم ص۱۴۰ میں فرماتے ہیں۔ چنانچہ در انسان نمونۂ عرش است نمونۂ کعبہ ہم است۔ یعنی جس طرح انسان میں نمونۂ عرش کا ہے، نمونۂ کعبہ کا بھی ہے۔

؎ در بتکدہ تا خیال معشوقہ ماست   رفتن بہ طریق کعبہ از عین خطاست

گر کعبہ از و بوئے ندارد کنش است   با بوئے وصال کنش کعبۂ ماست

حضرت مخدوم علی احمد صابر قدس سرہٗ العزیز پر جب کیفیت عشقیہ کا غلبہ ہوتا تو حضرت فرید الملت والدین باوا صاحب رضی اللہ عنہ کے گرد طواف کرتے اور یہ شعر وردِ زبان ہوتا ؎

کعبہ خوانم یا پیمبر مصحف است ایں یا خدا   اصطلاح شوق بسیار است و من دیوانہ ام

(تذکرہ غوثیہ وغیرہ)

حضرت مخدوم بندہ نواز گیسودراز مخدوم نصیر الدین قدس سرہٗ العزیز جو حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کے اعظم خلفا سے ہیں اور آپ کا دربار گلبرگہ دکن میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے آستانہ پاک کے حق میں کہا گیا ہے کہ :

؎ نیست کعبہ در دکن جز درگہِ گیسو دراز   پادشاہِ دین و دُنیا خواجہ بندہ نواز

یعنی دکن میں آپ کے دربار کے سوا کوئی کعبہ نہیں۔

روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۹۰ میں ہے ھذہ المساجد المجازیۃ والمساجد الحقیقیۃ فھی القلوب الطاھرۃ عن لوث الشرک مطلقاً

یعنی یہ مجازی مسجدیں ہیں اور حقیقی مسجدیں دل ہیں جو شرک سے پاک ہیں۔ پس مردانِ حق کے دلوں کو دُکھا کر ان مسجدوں کی تعظیم کرنے والا بدنصیب بے بہرہ ہے۔ عارف رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

ابلهاں تعظیم مسجد می کنند — در جفائے اہل دل جد می کنند
آں مجازست ایں حقیقت اے خراں — نیست مسجد جز درونِ عارفاں
مسجدے کاں اندرونِ اولیاست — سجدہ گاہِ جملہ است آنجا خداست
اے بساکس رفتہ تاشام و عراق — او ندیدہ ہیچ جز کفر و نفاق
وے بساکس رفتہ تا ہندو ہرے — او ندیدہ جز مگر بیع و شرے

خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اہل دل سے دشمنی کرتے ہیں اور مسجدوں کی تعظیم کرتے ہیں، وہ بیوقوف ہیں، کیونکہ مساجد دنیا، مجازی مسجدیں ہیں۔ اے گدھو، عارفوں کے دل حقیقی مسجدیں ہیں۔ اولیاء اللہ کا دل مسجد حقیقی ہے، یہی سب کی سجدہ گاہ ہے اور یہیں خدا ہے اور بہت لوگ شام و عراق تک مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے گئے مگر انھوں نے سوائے کفر و نفاق کے کچھ نہ دیکھا اور بہت لوگ ہند و ہرات کی طرف کہ ان ممالک میں بھی بہت اولیائے اللہ کے مزارات ہیں، گئے۔ مگر خرید و فروخت کے سوا کچھ حاصل نہ کیا یعنی عرب و عراق شام وغیرہ کا سفر بظاہر تو حج اور زیارت مزارات کے لیے مشہور کیا۔ مگر وہاں جاکر درپردہ تجارت کی اور سونا چاندی وغیرہ خرید لائے۔ قال النظیری رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎

رخت از حرم کشیم نظیری بہ سومنات — حرمت نماندہ حاجیے بیت الحرام را

یعنی ریاکاری یا تجارتی حج سے سومنات کے مندر کا سفر کرلے تو اچھا ہے۔

ردالمختار شامی جلد ۳ صفحہ ۴۲۶ باب المرتد اخیر فی کرامات اولیاء میں ہے:

والانصاف ما ذکرہ الامام النسفی حین سئل عما یحکی ان الکعبۃ کانت تزور واحدًا من الاولیا هل یجوز القول به فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاهل الولایۃ جائز عند اهل السنۃ۔

یعنی انصاف وہ ہے جو امام نسفی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے۔ جب پوچھے گئے اس چیز سے کہ حکایت کی گئی ہے کہ بہ تحقیق کعبہ معظمہ نے اولیاء اللہ میں سے کسی کی زیارت کی ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ نقض عادت بطریق کرامت اہل ولایت کے لیے اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵ میں امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ رطب اللسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

الکعبۃ قبلۃ وجهک والفقراء قبلۃ رحمتی ان استقبال القبلۃ لایکون برًّا اذا لم یقارنه معرفت اللّٰه۔

یعنی کعبہ تیرے چہرے کا قبلہ ہے اور فقراء میری رحمت کا قبلہ ہیں۔ بہ تحقیق قبلہ کا استقبال کوئی نیکی نہیں، جب تک اس کے ساتھ معرفتِ الٰہی قرین نہ ہو۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحات ۳۲۱، ۳۲۲ وغیرہ میں ہے:

من کان ملوثا بالمعاصی قبل حجه وحین اشتغاله به لاینفعه حجه وان کان قد ادّی الفرائض ظاهرًا۔

یعنی جو شخص قبل از حج اور دورانِ حج گناہوں سے آلودہ ہو، اس کو حج کچھ فائدہ نہیں دیتا، اگرچہ بظاہر فرائض ادا کرتا ہو۔

قال ابو العالیۃ یجیئ الحاج یوم القیامۃ ولا اثم علیه اذا اتّقیٰ فیما بقی من عمرہ فلم یرتکب ذنباً بعد ما غفر له فی الحج والمذنب المصر اذا حج فلا یقبل منه لعودہ الیٰ ما کان ....الخ

حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک حاجی آئے گا اور اس پر گناہ نہ ہوگا جب کہ اس نے حج کے بعد اتقا اختیار کیا ہوگا اور گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہوگا بعد اس کے کہ حج کرنے سے اس کے گناہ معاف ہوگئے اور گناہ پر بعد حج کے اصرار کرنے والے کا حج قبول نہیں کیا جاتا۔ بہ سبب عود کرنے اس کے طرف گناہوں کے اور حج مقبول کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبت ہوجائے اور آخرت کی طرف راغب ہو۔ پس ایسا حاجی بخشا گیا، اس کی دُعا مقبول ہے۔ اس کا استقبال سلام سے مستحب ہے اور اس سے دُعا کی التجا کرنا بھی مستحب ہے۔

بخوفِ طوالت ہم ساری عبارت نہیں لکھتے۔ مختصر عبارت اور اس کا خلاصہ لکھ دیتے ہیں۔ حکایت ہے کہ ایک ترک حضرت شیخ الاسلام احمد نا سفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

رہتا تھا اور شیخ کامل کی نظرِ عنایت سے اس کو اپنے اوپر ایک نور نظر آتا تھا۔

فاتفق لہٗ ان یحج فلما رجع زالت عنہ تلک الحال۔

پھر اس کو حج کرنے کا اتفاق ہوا تو وہ حال اس سے زائل ہوگیا اور وہ نورِ فیض جو حج سے پہلے حاصل تھا، اس سے محروم ہوگیا۔

شیخ سے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

کنت قبل الحج صاحب تضرع ومسکنۃ والآن غرک حجک واعطیت نفسک قدراً ومنزلۃ فاذا نزلت عن رتبتک ولم تر النور۔

کہ حج سے پہلے تو صاحب گریہ اور مسکنت تھا اور اب تیرے حج نے تجھے مغرور کر دیا ہے اور اپنے نفس کو ایک قدر اور منزلت دیتا ہے، اس لیے تو اپنی منزل سے گر گیا ہے اور وہ نور تو اب نہیں دیکھتا۔

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ حاجی پر واجب ہے کہ حج کر کے حرام خوری سے بچے اور حرام مال سے پرہیز کرے۔

لے شیخ کامل کی صحبت سے بڑھ کر قرب الٰہی کا کوئی وسیلہ نہیں۔ نفس ظالم ہر وقت سالکِ راہ کی تاک میں ہے اور پیر کامل سے بدظن کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ کبھی اس کو نیک اعمال کی ترغیب دے کر اس میں عجب خود پسندی پیدا کرتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے، حالانکہ سب نیک اعمال اس نور کے مقابلہ میں ہیچ ہیں جو طالب صادق کو شیخ کامل کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام بوصیری رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ ولا تطع منہما خصماً ولا حکماً۔ فانت تعرف کید الخصم والحکم۔ یعنی نفس و شیطان کی پیروی نہ کر، خواہ وہ دشمن ہو کر تجھے ورغلائیں یا منصف یعنی (دوست) ہو کر نصیحت کریں۔ پس تو دشمن و دوست کے دھوکے کو پہچانتا ہے۔ مقبول و مردود کا سلسلہ ابتدا سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام مقبول ہوئے۔ ابلیس مردود ہوا۔ حضرت اسمٰعیل حقی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، والنعمۃ انما تسلب ممن لا یعرف قدرھا۔ یعنی جو شخص نعمتِ الٰہی کا قدر نہیں جانتا، وہ نعمت اس سے سلب کی جاتی ہے۔ شیخ کی مخالفت دل میں بھی بُری ہے چہ جائیکہ زبان پر آوے۔ روح البیان جلد ۶ صفحہ ۱۸۴ میں ہے ــ (جاری ہے)

وحکی عن بعض من حج انہ توفی فی الطریق فی رجوعہ فدفنہ اصحابہ ونسوا الفاس فی قبرہ فنبشوہ لیأخذوا الفاس فاذا عنقہ ویداہ قد جمعتا فی حلقۃ الفاس فرد واعلیہ التراب ثم رجعوا الی اھلہٖ فسألوھم عن حالہٖ فقالوا صحب رجلاً۔ فاخذ مالہٗ فکان یحج منہ و فی الحدیث۔ من حج بیت اللہ من کسب الحلال لم یخط خطوۃً الا کتب اللہ لہٗ سبعین حسنۃ وحط عنہ سبعین خطیئۃ ورفع لہٗ سبعین درجۃ

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ: من خالف شیخہ فی نفسہٖ سرًا اوجھراً لا یشم رائحۃ الصدق وسیرہ غیر سریع۔ یعنی جو شخص اپنے جی میں بھی سرًا یا جہرًا اپنے شیخ کی مخالفت کرے گا، وہ صدق کی بو بھی نہ سونگھے گا اور راہ سلوک طے نہ کر سکے گا اور مرید مرتد مثل کتے کے ہے، بنی اسرائیل کا ولی بلعم بن باعور جب مرتد ہوا تو رب العزت نے اس کو قرآن پاک میں کتے سے تشبیہ دی۔ فمثلہ کمثل الکلب (الآیہ) یعنی پس مثال اس کی مثل کتے کے ہے اور بلعم بن باعور اس شان کا ولی اللہ تھا کہ جب توجہ کر کے نظر کرتا تو عرش اعظم کو دیکھ لیتا ـــ ایک ہی لغزش نے اس کو لعنتی کر دیا۔ جب مسندِ درس پر بیٹھتا تو اس کے سامنے بارہ ہزار شاگرد با ادب بیٹھ کر تعلیم پاتے۔ صاحبِ تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ جب وہ مرتد ہوا تو یہ انوار و کرامات اُس کے دل سے ایسے محو ہوئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار کیا اور خدا کے انکار پر کتاب تصنیف کی العیاذ باللہ ؎

آں راہبری از صومعہ در دیر گبراں افگنی — ویں راکشی از بتکدہ سر حلقہ مرداں کنی

چون وچرا در کار تو عقل زبوں را کے رسد — فرمان دہِ مطلق توئی حکمے کہ خواہی آں کنی

فرماتے ہیں کہ شیخ کے آستانے پر جو اس کی عزت ہوتی رہی، اس کا بھی اس کو کچھ قدر نہیں ہوتا۔ (سواء تقعدہ علی سریر معک او فی التراب والقذر) کیونکہ کتے کو اگر تو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر کھانا کھلائے یا ناپاک زمین پر روٹی رکھ دے، ایک ہی بات ہے۔

روح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۳۹ میں ہے، حضرت ابو عبد اللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (جاری)

خلاصہ یہ کہ ایک حاجی حج کر کے واپس ہوا، راستہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کو دفن کر دیا اور اس کی قبر میں تبر بھول گئے۔ تبر لینے کے لیے واپس آ کر اس کی قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسی تبر کے حلقہ کے ساتھ حاجی صاحب کی گردن اور دونوں ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں اور دردناک عذاب میں گرفتار ہے۔ اس کے ساتھیوں نے قبر پر مٹی ڈال دی۔ جب واپس آئے تو حاجی صاحب کے گھر جا کر اس کے اہل و عیال سے اس کا حال دریافت کیا۔ اس کے گھر والوں نے کہا کہ یہ شخص جن لوگوں کے ساتھ ہوتا، انہی کا مال لے کر حج کیا کرتا تھا۔ حدیث میں ہے کہ "جو شخص کسبِ حلال سے بیت اللہ کا حج کرے، اس کے لیے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ستر درجے بلند ہوتے ہیں، بشرطیکہ اس مال سے حج کرے جس میں حرام کا شبہ بھی نہ ہو۔ فریضۂ حج ادا کر لے تو اس کے بعد حج نفل کی ضرورت نہیں۔

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ: کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے تھے:

من عرف طریقا الی اللہ فسلکہ ثم رجع عنہ عذبہ اللہ بعذاب لم یعذب بہ احدا من العالمین ...... الخ

یعنی جس شخص نے کوئی راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہچان لیا اور اس میں چل پڑا، پھر امتحانات کی وجہ سے اس راستہ سے پھر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا عذاب دیں گے جو کسی کو نہ دیا ہو۔ قال المشائخ مرتد الطریقت شر من مرتد الشریعۃ ذالک ھو الخسران المبین فان من ردہ صاحب قلب یکون مردود القلوب یعنی مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ طریقت کا مرتد یعنی جس کو پیر کامل نے رد کر دیا، شریعت کے مرتد سے بدتر ہے، کیونکہ جس کو صاحبِ دل مردِ خدا رد کرے وہ مردود القلوب ہے، یہی خسران مبین ہے۔ پیر کامل سے جو نور فیض اس کو حاصل تھا، اگر مرتد ہو جانے کے بعد بھی اس کا اثر رہے تو وہ استدراج ہے اور اگر اس کو مہلت ملے تو یہ بھی مکر الٰہی ہے اور مرید مرتد سمجھتا ہے کہ اگر میں مرتد ہوتا تو یہ تاثیر نہ رہتی۔ صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ فقد یقطع المدد عنہ من حیث لا یشعر یعنی شیخ کا فیض اس سے منقطع ہو چکا ہے۔ (جاری)

روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲ میں ہے:

قال فی الاشباہ والنظائر بناء الرباط بحیث ینتفع بہ المسلمون افضل من الحجۃ الثانیۃ۔

یعنی اشباہ و النظائر میں ہے کہ دوسرے حج سے کوئی مسافر خانہ تعمیر کرا دینا افضل ہے، جس سے مسلمانوں کو نفع پہنچے۔

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ: مگر وہ سمجھتا نہیں۔ اب استدراج اور زندقہ ہو چکا ہے۔ حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ اہل استدراج کو بھی استدراجی تاثیر ہوتی ہے۔ جو مرید راسخ نہیں ہوتے، ان کی محبت پیر کے ساتھ فرعونی ہوتی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے گود میں لیا اور آپؑ نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا تو وہ سب محبت کافور ہو گئی۔ عقلمند وہ ہے جس کو طبیب دوا دے تو وہ دوا کے فائدہ کو مدِ نظر رکھے۔ تلخی کا خیال نہ رکھے۔ قال السعدی علیہ الرحمۃ

دبالست دادن بر بخور قند	کہ داروئے تلخش بود سود مند
زعلت مدار اے خرد مند بیم	چوں داروئے تلخت فرستد حکیم

وقال الحافظ رحمۃ اللہ علیہ

ترسم کزیں چمن نہ بری آستین گل	کز گلشنش تحمل خارے نمے کنی

اور کسی مرید کا مرتد ہو جانا نقص سلسلہ کا نہیں، جیسا کہ اسلام سے پھر جانا، اسلام پر کوئی نقص نہیں لاتا۔ نصوص قطعیہ قرآن و حدیث سے، مومن کامل بلکہ ولی اللہ کا مرتد ہو جانا ثابت ہے۔ آیات ذیل ملاحظہ ہوں:

کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا ... یاایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ، ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر۔

حدیث من بدل دینہ فاقتلوہ۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت صحیحین حدیث ہے کہ ایک شخص جو کاتب وحی تھا، مرتد ہو کر مشرکوں سے جا ملا اور جب وہ مرا تو اس کو زمین نے قبول نہ کیا۔ مردِ کامل کی بیعت کو توڑنے والا بحکم آیت فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ۔ اپنی جان کو ہلاک

ہم احادیث صحیحہ سے ثابت کر آئے ہیں کہ سینکڑوں معمولی اعمال ایسے ہیں کہ جن کے ادا کرنے سے کئی حجوں کا ثواب ہوجاتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز احکام شریعت میں بروایت کتاب حکیم ترمذی و ابن عدی ابن عمرؓ سے ناقل ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی قبر کی زیارت کرے، حج مقبول کے برابر ثواب پائے۔

صاحب سیاست نامہ علیہ الرحمۃ مزارات دہلی کے متعلق رطب اللسان ہیں:

مزارت دہلی ہمہ کام بخش	بدلہائے عشاق آرام بخش
چہ گویم ازاں کعبۂ عارفین	کہ آں نیست جز روضۂ قطب دینؒ

فوائد السالکین میں حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے خاص بندے ہیں۔ جب وہ اپنے خاص مقام پر ہوتے ہیں تو خانۂ کعبہ کو حکم کیا جاتا ہے کہ اس کے گرد طواف کرے۔

جیبب قیوم حضرت مولانائے رومؒ مثنوی شریف میں مجنوں کی حکایت لائے ہیں جب اس نے کوچۂ لیلیٰ کا کتا دیکھا اور اس کے گرد طواف کرنے لگا، دیکھو دفتر سوم ؎

گرد او می گشت خاشع در طواف	ہمچوں حاجی گرد کعبہ بے گزاف

یعنی مجنوں اس کتے کے گرد نہایت خضوع سے طواف کرنے لگا، جس طرح حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ: کرتا ہے جس طرح ناقص پیر کی بیعت کو بحال رکھنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ لا یکلمہ اللہ ولا ینظر الیہ ولہ عذاب الیم کما قال ابو سلیمان الدارانی قدس سرہٗ ھذا حظہ فی الاٰخرۃ واما فی الدنیا فقد قال ابو یزید بسطامی قدس سرہ فی حق تلمیذہ لما خالفہ دعوا من سقط عن عین اللہ —

(روح البیان) یعنی جو کامل پیر کی درگاہ سے مرتد ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کلام نہیں کریں گے اور نہ اس کی طرف نظر رحمت ہی کریں گے۔ حضرت ابو سلیمان دارانی علیہ الرحمۃ

احیاء العلوم باب منامات المشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ میں شیخ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رُئِیَ مجنوں بن عامر بعد موتہ فی المنام فقیل لہٗ ما فعل اللہ بکَ قال غفر لی وجعلنی حجۃ علی المحبین۔

یعنی مرنے کے بعد کسی نے مجنوں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے مجنوں، اللہ تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ مجنوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور عشاق کے لیے حجت ٹھہرایا۔

اس سے ثابت ہوا کہ طریق عشق و محبت میں مجنوں کا فعل حجت ہے ؎

اے قوم بہ حج رفتہ کجا ئید کجا ئید	معشوق ہم اینجاست بیائید بیائید
معشوق تو ہمخانہ و دیدار بدیوار	در بادیہ سرگشتہ شما درچہ ہوائید
گر قصد شما دیدن آں کعبہ جانست	اول رخ آئینہ بصیقل بزدائید

معارج النبوہ ص۳۵۶ جلد۱ فوائد السالکین میں ہے کہ بغداد میں ایک دفعہ ایک درویش کو متہم کرکے مقتل میں کھڑا کیا گیا۔ جلاد اس کو قتل کرنے کے لیے آیا۔ درویش قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر اپنے پیر کی قبر کو دیکھنے لگا (جلاد) سیاف نے پوچھا کہ تو نے قبلہ کی طرف سے کیوں منہ پھیر لیا؟ درویش نے جواب دیا کہ میں نے اپنے قبلہ کی طرف منہ پھیر لیا ہے۔ تو اپنا کام کر— یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ بادشاہ کا حکم آیا کہ اس درویش کو چھوڑ دو۔

اس مقام پر حضرت قطب الاسلام قدس سرہٗ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ عقیدہ

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ:

فرماتے ہیں، یہ تو قیامت میں اس کی سند ہے۔ دنیا میں جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ و قدس سرہٗ نے اپنے ایک مرید کے حق میں فرمایا جو مرتد ہوکر آپ کا مخالف ہوگیا تھا کہ جو خدا کی نظر سے گر گیا، اس کو چھوڑ دو۔

سلطان العارفین کے اس قول سے ثابت ہوا کہ مرد خدا کی نظر سے گر جانا خدا کی نظر سے گرنا ہے۔

راسخ یہ چیز ہے کہ اس درویش کو قتل سے خلاصی ہوئی۔

صفحہ ۳۶، ۳۷ میں ہے، حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ کعبہ شریف کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے گرد طواف کرے۔

اس وقت حضرت قطب الاسلام علیہ الرحمۃ بمعہ حاضرین کے کھڑے ہو گئے اور جیسا کہ کعبہ کے طواف میں کہا جاتا ہے، کہنے لگے۔ اور ہر ایک کے اعضائے سے نائرہ خون جاری ہوئے۔ ہر قطرہ جو زمین پر گرتا "اللہ اکبر" لکھا جاتا۔

کعبۂ معائنہ پیشِ خود استادہ دیدیم، ہاتف آواز داد کہ حاج و طواف و نماز شما قبول کردیم۔

یعنی اس وقت ہم نے کعبہ کو اپنے روبرو دیکھا۔ ہاتف نے آواز دی کہ ہم نے تمہارا حج و طواف و نماز قبول کیا۔

صفحہ ۳۲، ۳۳ میں ہے، حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نماز

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ : روح البیان جلد ۱ صفحہ ۴۳۲ میں ہے کہ قارون ملعون تورات کا حافظ تھا اور اس نے چالیس سال ایک پہاڑ پر صومعہ بنا کر عبادت و زہد کیا۔ ابلیس علیہ اللعنت نے اپنے ایک شیطان کو بھیجا، تاکہ وہ اس کو گمراہ کرے۔ وہ شیطان ایک زاہد بزرگ کی صورت میں قارون کے مقابل کھڑا ہو کر عبادت کرنے لگا۔ قارون نے جب اس کا ہر وقت زہد و عبادت میں مشغول رہنا دیکھا تو اس کے پاس آیا اور صحبت اختیار کی۔

ایک مدت کے بعد شیطان نے اس کو کہا کہ ہم جمعہ اور جماعت اور مسلمانوں کے جنازہ وغیرہ کے ثواب سے محروم ہیں (یعنی اس کو نیک راہ دکھا کر ہلاک کیا اور پہلی منزل سے جو بدرجہا اس سے بڑھ کر تھی، گرایا) اس بہانہ سے اس کو دنیا میں مشغول کر کے برباد کیا۔

اسی طرح برصیصا راہب کا واقعہ تفاسیر میں موجود ہے جس کو نفس و شیطان نے دھوکا دے کر اس کی ستر سالہ عبادت برباد کر کے کافر کر کے مارا۔

نفل پڑھ رہا تھا۔ حضرت غریب نواز خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آواز دی۔ میں نے فوراً نماز کو ترک کر کے حضور کو لبیک کہا۔ فرمایا، تو کیا کر رہا تھا؟ میں نے عرض کیا:

در نمازِ نفل مشغول بودم، آواز شما شنیدم، ترک کردم۔

فرمود کہ از حد نیکو کردی کہ آں فاضل تر از نماز نفل است۔

یعنی میں نے کہا کہ میں نماز نفل میں مشغول تھا، حضور کا آواز سنا، نماز ترک کردی۔ آپ نے فرمایا، تو نے بہت اچھا کیا کہ وہ یعنی میرا بلانا اور میری صحبت نماز نفل سے فاضل تر ہے۔

نفحات الانس صفحہ ۱۹۶ میں مولانا جامی قدس سرہ السامی اور تذکرۃ الاولیاء میں حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ارقام فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوسعید علیہ الرحمۃ کو قبض روحانی ہوئی، بمعہ اہل مجلس رونے لگے اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ سب احباب ہمراہ ہولیے۔ سرخس کی طرف یعنی اپنے پیر و مرشد حضرت ابوالفضل سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب آستانۂ شیخ کے قریب پہنچے تو فرمایا:

معدنِ شادیست این و منبع جود و کرم — قبلہ ما روئے یار و قبلہ ہر کس حرم

یعنی یہ شادی کا معدن، جود و کرم کا منبع ہے۔ لوگوں کا قبلہ بیت اللہ ہے اور ہمارا قبلہ یار کا چہرہ ہے۔

بعد ازاں ہر مریدے را کہ ارادہ حج بودے، شیخ وی را بسر خاک پیر ابوالفضل رح فرستادے و گفتے کہ آں خاک را زیارت کن و ہفت بار گرد آں خاک طواف کن۔

یعنی اس کے بعد جو آپ کا مرید حج کا ارادہ کرتا، حضرت ابوسعید رح اس کو اپنے پیر حضرت ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر بھیجتے اور فرماتے کہ اس خاک پاک کی زیارت کر اور سات بار میرے پیر کے مزار کا طواف کر۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب اخبار الاخیار صفحہ ۱۰۲

ہیں حضرت امیر حسن بن علا سنجری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں رقمطراز ہیں کہ آپ
کی مجلس میں کسی نے سوال کیا :

کسانیکہ بزیارت کعبہ روند و چوں باز آیند بکار دنیا مشغول شوند، بندہ
عرضداشت کرد کہ بندہ را عجب از طائفہ آمد کہ بخدمت مخدوم پیوند کردہ باشند و
باز طرفے بروند آں زماں کہ ایں سخن عرضداشت رفتار ملیح کہ یار بندہ است، حاضر بود،
عرضداشت کرد کہ ایں شکستہ ایں ملیح کہ یار من است، وقتے سخن شنیدہ است و
آں در دل من کار کردہ است و ایں سخن ایں ست کہ او گفتہ است بہ حج کسے
رود کہ او را پیر نباشد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر چوں ایں سخن بشنید۔ چشم پُر آب کرد
و ایں مصرعہ بر زبان مبارک راند ؎

ایں رہ بسوئے کعبہ رود، آں بسوئے دوست

خلاصہ مختصر عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ حضرت امیر حسن بن علا سنجری دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کسی نے سوال کیا کہ لوگ کعبہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور
واپس آتے ہیں تو پھر اسی طرح دنیا کے کاموں میں یعنی معاصی میں مشغول ہو
جاتے ہیں۔ غلام نے عرض کیا کہ بندہ کو اس گروہ پر تعجب آتا ہے جو اپنے مخدوم سے
تعلق پیدا کر کے پھر کسی اور طرف جاتے ہیں۔ میں نے یہ بات کہی کہ اس ملیح سے
کہ میرا یار ہے۔ میں نے اس سے ایک بات سنی تھی جو میرے دل میں راسخ ہو چکی
ہے اور وہ بات یہ ہے جو اس نے کہی تھی کہ :

حج کرنے کے لیے وہ جاتا ہے جس کا پیر نہ ہو۔

حضرت خواجہ امیر حسن سنجری علیہ الرحمۃ نے جب اپنی مجلس میں یہ بات سنی
تو آبدیدہ ہو کر یہ مصرعہ فرمایا ؎

ایں رہ بسوئے کعبہ رود، آں بسوئے دوست

یعنی یہ راہ کعبہ کی طرف جاتا ہے اور وہ یار کی طرف جاتا ہے۔
ناظرین! عبارت مذکورہ میں فقرہ بہ حج کسے رود کہ او را پیر نباشد

حضرت خواجہ امیر حسن سنجری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں کسی کی زبان سے نکلا ہے۔
جس کوسن کر آپ نے بڑی حسرت سے مصرعہ "ایں رہ بسوئے"..... الخ پڑھا اور بلا انکار
شیخ عبدالحق جیسے محدث نے اس واقعہ کو نقل فرمایا۔ بتلائیے ان ہر دو بزرگوں پر
معترضین کا کیا فتویٰ ہے۔ اس سے پہلا واقعہ حضرت ابوسعید علیہ الرحمۃ کا جو ہم نے نقل
کیا ہے کہ جس مرید کا ارادہ حج کو جانے کا ہوتا، حضرت ابوسعید علیہ الرحمۃ اس کو حکم دیتے
کہ میرے پیر کے روضہ پر جا کر سات دفعہ طواف کر لے، حج ہو جائے گا۔ ان ہر دو
واقعات میں حج فرض اور نفل کی کوئی تفصیل نہیں بیان کی گئی۔ مگر ہمارے نزدیک ان
بزرگوں کے نزدیک مراد ہر دو جگہ حج نفل ہوگا ؎

دل کز طواف کعبۂ کوئے وقوف یافت — از شوق آں حریم ندارد سر حجاز

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ جب
وہ نزع کی حالت میں ہوا تو اس نے آنکھ کھولی اور کعبہ معظمہ کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی
وقت ایک اونٹ نے لات ماری اور اس کی آنکھ نکال ڈالی۔ اسی وقت اس کے
شیخ کو ہاتف نے آواز دے کر کہا کہ اس حالت میں کہ غیبی واردات اور حقیقی مکاشفے
اس پر نازل ہو رہے تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے اس نے کعبہ کو کیوں دیکھا، لہذا
اس کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جب گھر کے مالک کا حضور ہو تو اس حضور کے ہوتے ہوئے
گھر کا دیکھنا روا نہیں۔ ولنعم ما قیل ؎

در راہ نیاز ہر دلے را دریاب — در کوئے حضور مقبلے را دریاب
صد کعبۂ آب و گل بیک دل نرسد — کعبہ چہ روی برو دلے را دریاب

تفسیر روح البیان جلد ۹، صفحہ ۲۳ میں ہے۔ ان الانسان الکامل افضل من
الکعبۃ وکذا یدہ اولیٰ من الحجر۔ مرد کامل کعبہ سے افضل ہے اور اس کا
ہاتھ حجر اسود سے افضل ہے۔

شیخ الاسلام امام عالی مقام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ ۱۳۰ میں
ناقل ہیں۔ المومن افضل من الکعبۃ یعنی مومن کعبہ سے افضل ہے۔

ان اللہ شرف الکعبة وعظمها ولو ان عبداً ھدمہا حجراً حجراً ثم احرقہا ما بلغ جرم من استخف بولیٍ من اولیاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کو بہت بزرگی دی ہے۔ اگر کوئی شخص کعبہ کی اینٹ اینٹ گرا کر بے حرمتی کرے، پھر اس کو جلا دے تو وہ اس جرم کو نہیں پہنچتا، جو اولیاء اللہ سے کسی ولی کی اہانت کرے۔ قال الاعرابی من اولیاء اللہ قال المومنون کلھم اولیاء اللہ۔ اعرابی نے کہا اولیاء اللہ کون ہیں۔ فرمایا سب مومن اولیاء اللہ ہیں
(حوالہ ایضاً)

حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ کلیات میں فرماتے ہیں ؎

آنہا کہ بسر در طلب کعبہ دویدند — چوں عاقبت الامر بمقصود رسیدند
از سنگ یکے خانہ اعلائے معظم — اندر وسط وادیے بے زرع بدیدند
رفتند دراں خانہ کہ بینند خدا را — بسیار بجستند خدا را و ندید:
چوں معتکف خانہ شدند از سر تکلیف — ناگاہ خطابے ہم ازاں خانہ شنیدند
کائے خانہ پرستاں چہ پرستید گل و سنگ — آنخانہ پرستید کہ پاکاں طلبیدند
آنخانہ دل و خانہ خدا واحد مطلق — خرم دل آنہا کہ دراں خانہ خزیدند

حضرت بوعلی قلندر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ؎

بگرد کعبہ کے گردم کہ روئے یار من کعبہ
کنم طواف میخانہ بہ بوسم پائے مستاں را

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی تحفہ احرارؒ میں اپنے شیخ کے مقام کو حرمین شریفین کا ثانی قرار دیتے ہیں ؎

رقعہ او نور دہ ہر سواد — بقعہ او ثانیے خیر البلاد

قال الصائب رحمہ اللہ تعالیٰ

آں بہ کہ بگرد دل درویش کند طواف — آں را کہ میسر نشود حج پیادہ

تمت

ضمیمہ

یہ مختصر ضمیمہ از فقیر حقیر ناچیز محمد عبدالعزیز نقشبندی مرتضائی قصوری صرف اس غرض سے لکھا جاتا ہے کہ چونکہ ہمارے سلسلہ عالیہ پر ہمارے بعض حنفی بھائی بھی کسی وجہ سے اعتراض کر دیتے ہیں، لہذا بطور الزام ان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ ان کے پیرانِ عظام کے حق میں جو کچھ ان کے عقیدت مندوں نے لکھا ہے، اس کو بغور مطالعہ کرکے پھر کسی پر اعتراض کریں۔ وہابیہ دیوبندیہ کے اکابر کے چند حوالہ جات بھی لکھے جاتے ہیں، تاکہ سب کو بفحوائے ؎ ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔ اعتراض کا موقع نہ مل سکے۔

یہ خاکسار اور میرے یار طریقت مولانا مولوی علی محمد صاحب مرتضائی سکنہ کھریپڑ علاقہ پتوکی، زمانہ طالب علمی میں موضع لکھو کے ضلع فیروز پور، منچن آباد ریاست بہاول پور، حصار اور سہارن پور دیوبند وغیرہ میں بغرض تعلیم بہت عرصہ تک وہابی اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہابی عقیدہ دل میں راسخ ہوگیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ صرف زبان سے تھا۔ دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل خالی تھا۔ اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کی فضیلت کا اقرار صرف زبانی اور منافقانہ[1] تھا۔ دل سے دشمنی تھی۔ اپنے وطن مالوف کی طرف مراجعت کے بعد تبلیغ وہابیت پر کمر باندھی۔ شب و روز اہل ایمان کو بے ایمان کہنے کا فکر دامن گیر تھا۔ اسی دوران میں حضرت پیر و مرشد خواجۂ عالم پیر نور محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین آستانہ عالیہ قلعہ شریف موضع کھریپڑ میں تشریف لائے۔ ہم خود تو کسی وجہ سے میدان میں نہ نکلے، اپنے اساتذہ کو بلایا اور حضرت خواجۂ عالم دامت برکاتہم سے مجمع عام میں مناظرہ کروایا۔

---

[1] یہی نفاق آج کل دیوبندی وہابیوں کے لیے ذریعہ تبلیغ دیوبندیت ہے۔ نقشبندی قادری چشتی سہروردی ہونے کا دعویٰ کرکے کئی ایک سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور سجادہ نشین حضرات اس طرف توجہ نہیں فرماتے۔ یہ دیوبندی مولوی عرسوں میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ گیارھویں شریف کا طعام بھی کھا لیتے ہیں۔ مگر ایک عرصہ کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور کسی نہ کسی کو گمراہ کر دیتے ہیں۔

ہمارے اساتذہ کو شکست فاش ہوئی۔ کسی قدر نور ہدایت دل میں چمکا۔ بتقریب عرس مبارک شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان وسیلۂ بے کسان در دوجہان حضرت خواجہ غلام مرتضٰے فنانی الرسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ قلندر پاک کی ایک ہی نظر عنایت نے وہابیت کی ضلالت کے گڑھے سے نکال کر ایک لحظہ میں نور ہدایت سے مالا مال کر دیا ہے

فارغ از رسم و رہ گبر و مسلمان کردی
مرشدا گرد تو گردم کہ چہ احسان کردی

مولوی اسمٰعیل دہلوی کتاب صراط مستقیم[1] کے صفحہ ۱۱ پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو قبلہ ارباب تحقیق وکعبہ اصحاب تدقیق لکھتا ہے، کیا اس قبلہ وکعبہ سے مراد وہی ہے جو کعبۂ ابراہیمی سے ہے۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنے دیوان کے صفحہ ۵، پر یہ شعر لکھتا ہے ۔

گفت نواب غزل در صفت سنت تو — سرور دیں صلہ قبلۂ پاکاں مددے

دیکھیے، اس شعر میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبلہ کہہ کر پکارا ہے اور مدد طلب کی ہے۔

مولوی اشرف علی نے بہشتی زیور صـ۱۳ وغیرہ میں بہت جگہ الفاظ جناب والد صاحب قبلہ وکعبۂ کونین وکعبۂ دارین۔ قبلہ ام۔ قبلہ وکعبہ فرزندان لکھے ہیں۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی رشید احمد کے مرثیہ میں لکھتا ہے ۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

---

[1] یہ کتاب عند الوہابیہ بہت معتبر ہے۔ مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسری اپنے رسالہ تکذیب المکذبین صفحہ ۱۵ پر لکھتا ہے کہ یہ کتاب تصوف کی بہترین کتاب ہے۔ اس میں حقائق اور معارف شرعیہ ایسے بھرے ہیں کہ سبحان اللہ۔

اس شعر میں ایک عجیب لطیفہ ہے وہ یہ کہ رب تعالیٰ ہی سے پوچھتے ہیں کہ ہم روحانی وجسمانی یعنی دینی ودنیاوی حاجات کہاں لے جائیں۔ کوئی پوچھے کہ جس خدا سے پوچھتے ہو کیا وہ تمہاری حاجتیں روا نہیں کر سکتا؟

صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں ۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی
رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے
ہمارے قبلہ وکعبہ ہو تم دینی وایمانی
تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی
زبان پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

صفحہ ۴، ۵

اس شعر میں مولوی رشید احمد کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی کہا گیا ہے۔ العیاذ باللہ۔

مولوی ثناء اللہ اہل حدیث امرتسری آنجہانی اخبار اہل حدیث ۱۹ ر جون ۱۹۳۱ء میں لکھتے ہیں۔ بعض حاجی واپسی پر سخت دل ہو جاتے ہیں۔

بن ماں کے جتنے بچے ہیں پاجی سے ڈرتے ہیں
ہم سے جو کوئی پوچھے تو حاجی سے ڈرتے ہیں

بلفظہ

سب دیوبندیوں کے پیر ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ گلزار معرفت صـ۲۱ پر رقمطراز ہیں ۔

رفتم بچوں بمکہ ہوس کوئے تو کردم

دیدم رُخِ کعبہ ذکر روئے تو کردم
محراب حرم گرچہ بہ پیش نظرم شد
من سجدہ ولے در خم ابروئے تو کردم

کئی سال ہوئے دیوبندی وہابیوں نے مرکزی دار الافتاء بریلی کے مفتیٔ اعظم کو دھوکا دے کر ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ جب ہماری طرف سے جواب نکلا تو بحکم چناں خفتہ اند کہ گوئے مردہ اند۔ ایسے خاموش ہوئے کہ صدائے برنخاست امید ہے کہ حوالہ جات مذکورہ بالا سے اب وہ بھی عبرت حاصل کریں گے ؎

تڑپ جاتے ہیں دل سن کر وہ ہے طرزِ بیاں میری
کلیجہ تھام لو پہلے سُنو پھر داستان میری
وہ قصے اور ہوں گے جن کو سُن کر نیند آتی ہے
تڑپ جاؤ گے کانپ اٹھو گے سُن کر داستان میری

شیخ الاسلام حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں :

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

دیوان اعلیٰ حضرت بریلوی ص۴۲

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے
عشاق روضہ سجدہ میں گر سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے
ہم گرد کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ
ہم پر نثار ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

ص۴۲، ص۴۳

---

۱ بارہا ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ نے مقبولان بارگاہ عزت گدایان سرکار رسالت کے گرد طواف کیا ہے۔ حدیث میں ہے، مسلمانوں کی حرمت اللہ کے نزدیک کعبۂ معظمہ کی حرمت (جاری)

اس ایں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ، کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں ؎

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا ص۵
اور پروانے جو ہیں ہوتے ہیں کعبہ پر نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ دیدار علی صاحب قدس سرہٗ الوری

ثم لاہوری اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ؎

کے بود یارب کہ طوف گنبد خضرا کنم — از دل و جاں بدیۂ آں سید بطحیٰ کنم
ص۴۳

جملہ عالم رو بکعبہ آورند — کعبہ را قبلہ بسوئے کوئے تو
ص۴۵

ایکہ پرسی زدنیم از دینہا جدا ست
قبلہ من روئے جاناں کعبہ من کوئے دوست
از نمازم نیست مطلب جز تماشائے نگار
میر دم در اشتیاق افتاں و خیزاں کوئے دوست

ص۱۱

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ : سے ہے بلفظہ ص۴۳، بضمن حاشیہ ۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا وباالفضل اولنا مولوی محمد احمد صاحب مدظلہ

خطیب مسجد وزیرخان وصدر جمعیتہ العلماء پاکستان

اپنے اردو دیوان میں فرماتے ہیں ؎

سنگِ میخانہ پہ سجدہ اور شکرانہ رہے   اس پہ یہ دل جانِ جاں بس تیرا کاشانہ رہے
حسنِ مطلق کی قسم کعبہ کلیسا ہیں فضول   ان کی صورت سے یہ دل گر اپنا بُت خانہ رہے

ہو جاتا میسر مجھے اس در کا جو سجدہ   قبلہ کا کبھی میں تو طلب گار نہ ہوتا
جز درِ محبوب مجھ کو کیا غرض بُت خانہ سے   واعظا یوں خیر کعبہ میں بھی ہوتا جاؤں گا

قبلہ عالم حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز محدث علی پوری کے متعلق

آپ کی سرپرستی میں رسالہ انوار الصوفیہ نکلتا تھا۔ جس کے متعلق آپ کا ایک دفعہ فرمان شائع ہوا تھا کہ فقیر کے یارانِ طریقت میں جو آدمی اردو لکھ پڑھ سکتا ہے' اسے لازم ہے کہ رسالہ انوار الصوفیہ ضرور خرید کرے اور پڑھے اور جو اردو پڑھنے والا اس رسالہ کو نہ پڑھے گا' اس سے فقیر کا کوئی تعلق نہیں۔

(انوار الصوفیہ بابت مئی جون ۱۹۲۴ء)

نفحات الانس اور تذکرۃ الاولیاء سے حضرت ابو سعید قدس سرہٗ کا جو واقعہ حضرت خواجۂ عالم دامت برکاتہم نے نقل فرمایا ہے۔ اس کو نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ مریدانِ کامل اپنے پیر کی خاک کو قبلہ وکعبہ اپنا سمجھتے ہیں اور کیوں نہ سمجھیں کہ وہاں سے فیضِ حقیقی عشق محبت الٰہی کا پاتے ہیں' جس کو ایسا عشقِ پیر نصیب ہو' وہ بڑا خوش نصیب ہے

(بلفظہٖ انوار الصوفیہ جلد ۵ ماہ اپریل نمبر ۷ ۱۹۰۹ء)

جلد ۵ نمبر ۴ بابت ماہ جنوری ۱۹۰۹ء میں ہے ؎

قبلہ عالم ست مُرشد ما   طاعتش بہ ز صد ہزار نماز
غلاموں کو تیرے ہے گویا مدینہ   علی پور سیداں جماعت علی شاہ

بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۰ء میں ہے ؎

مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے اودھر جائیں تو اچھا ہے

بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۲۴ء میں ہے ؎

سرکار علی پور بھی ہیں شاہِ مدینہ   پروانہ ساں وہ عشقِ محمد میں فنا ہیں

سوال حج پہ محشر میں جو پوچھیں گے تو کہہ دوں گا
میں زائر ہوں علی پور کا علی پور والیا شاہا

انوار علی پوری

حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہٗ العزیز شرقپوری

حسب ذیل رباعی پڑھا کرتے تھے ؎

نمازِ عشق ہر دم مے گذارم [1]   بہ پیش قبلۂ روئے محمدؐ
سجود عشق بازان ست ہر دم   بہ محرابِ دو ابروئے محمدؐ

حیات جاوید ص ۹۳

ایک دفعہ آپ (حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ میں شاہی مسجد لاہور میں گیا۔ وہاں ایسا معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ میرے پاس آگیا ہے۔

حیات جاوید مصدقہ ص ۱۱۸

---

[1] حضرت میاں صاحبؒ نے حج نہیں کیا۔ آپ کی سخاوت وفیاضی مسلّم ہے۔ مسجدیں تعمیر کرائیں' مساکین وغرباء وبیوگان کی پرورش فرمائی۔ لنگر جاری تھا' جس سے ثابت ہے کہ یہ اعمالِ صالحہ اور سخاوت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک افضل تھے اور آپ کے بعض معتقدین کا یہ خیال کہ آپ پر حج فرض نہ تھا' غلط ہے۔

(جاری ہے)

کتاب تذکرۃ الاولیاء نقشبند معروف بہ سیرت پاک شیر یزدانی مصنفہ محمد امین صاحب
شرقپوری کے صفحہ ۶۸ پر مرقوم ہے کہ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے فرمایا
کہ میں بعد نماز فجر مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ ایسا معلوم ہوا، جیسے ساری مخلوق مجھے سجدہ کر رہی
ہے۔ بہت حیران ہوا، آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ "میری ملاقات کو آیا ہے" اور مجھے گھیر لیا
ہے۔ اس لیے ہر شخص جو کعبہ کو سجدہ کرتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مجھے سجدہ
کر رہے ہیں۔

صفحہ ۱۳۰ میں قاضی احمد دمائی علیہ الرحمۃ کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کو
ایک دفعہ بشارت ہوئی أَنْتَ رَسُوْلٌ یعنی تو رسول ہے۔ انھوں نے استاد
سے پوچھا، انھوں نے توضیح فرمائی کہ آپ اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں
کامل ہوں گے۔

کتاب تذکرہ کا مصنف محمد امین علوم عربیہ سے بالکل ناواقف ہے۔ اس کتاب
میں بہت واقعات غلط اور بے ثبوت لکھے ہیں۔ صفحہ ۲۹۹ میں لکھا ہے کہ حضرت
غوث الاعظم داتا گنج بخش صاحب کے گرویدہ تھے۔ حضرت باقی باللہ اور حضرت مجدد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے بزرگان عظام بھی حضرت کے فیض یافتہ ہیں۔

ہمیں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کی بزرگی اور کمال سے انکار نہیں
مگر واقعۂ مذکورہ چونکہ غلط اور بلا دلیل ہے، اس لیے قابل تسلیم نہیں، غوث پاکؒ کا
آپ پر گرویدہ ہونا اور حضرت باقی باللہ و مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کا آپ سے فیض
یاب ہونا کس تصوف کی معتبر کتاب سے ثابت ہے۔ ہم چیلنج دیتے ہیں کہ محمد امین صاحب

حاشیہ پیوستہ از گزشتہ: صوفی ابراہیم صاحب قصوری کتاب خزینۂ معرفت صفحہ ۲۰۶ پر لکھتے ہیں کہ
کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے مجھے چار صد روپیہ دیا اور اس زمانہ میں اتنی رقم سے حج ہو سکتا
تھا۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے حج بہ سبب سخاوت کے فرض ہونے نہ دیا ہو۔ اس
سے بھی یہی ثابت ہوا کہ سخاوت اور غربا پروری آپ کے نزدیک حج سے محبوب تر تھی، ورنہ کوئی
وجہ نہیں کہ آپ حج نہ کرتے۔

ثبوت دے کر منہ مانگا انعام حاصل کریں یا اس مضمون کو واپس لیں کہ اس میں ان
ہر سہ بزرگان دین کی توہین ہے، جن کی ایک نگاہ پاک سے لاکھوں قطب الاقطاب
پیدا ہوئے۔ ان کا آپ سے فیض یاب ہونا اگر عالم کشف میں ہے تو محمد امین
صاحب کسی معتبر کتاب سے اس کا ثبوت پیش کریں ع اور اگر ظاہر میں ہے تو
بہ سبب تفاوت زمانہ بدیہی البطلان ہے اور مثل مشہور علاوہ کشف و کرامات
در فن تاریخ ہم کمالے دارند مصنف پر صادق آتی ہے ع اور کشف متفقہ طور پر
حجت بھی نہیں۔

اسی طرح کتاب مذکورہ کے صفحہ ۲۵۶ پر ایک اور غلط واقعہ لکھا ہے کہ حضرت
میاں غلام اللہ صاحب المعروف میاں صاحب ثانی دامت برکاتہم نے فن طب
ملکھی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم سے جو شرقپور میں ان دنوں مشہور حکیم تھے، حاصل کیا
اور ذاتی مطب کھول لیا۔ یہ واقعہ بالکل غلط ہے، بلکہ اس کے برعکس ہے۔ ابھی
کئی دیکھنے والے بقید حیات (زندہ) ہیں۔ حضرت میاں صاحب ثانی مدظلہ کا مطب حضرت
میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد مبارک کے بالکل قریب جانب شمال واقع تھا۔
حضرت میاں صاحب ثانی نے نہیں، بلکہ ملکھی محمد اسمٰعیل صاحب نے فن طب میں
حضرت میاں صاحب ثانی سے تجربہ اور مہارت حاصل کی، گویا ملکھی صاحب بہ حیثیت
شاگرد آپ کے مطب میں کام کرتے تھے۔ محمد امین صاحب حضرت میاں صاحب ثانی
مدظلہ سے اس کی تصدیق کرا دیں تو سچے ہیں، پس جس طرح بلا تحقیق یہ واقعہ غلط تحریر
کر دیا ہے، اسی طرح اس سے پہلا واقعہ بھی بالکل غلط اور بے ثبوت ہے، جس کا
قائل آج تک کوئی بھی صوفی نہیں ہوا۔ اس میں خاندان نقشبندیہ کی خفت اور توہین
ہے۔ اکابر نقشبندیہ پر ایک گستاخانہ حملہ ہے۔ کوئی سلیم الحواس نقش بندی اس کا
قائل نہیں ہو سکتا۔ ہم حضرت میاں صاحب ثانی دامت برکاتہم کی خدمت میں پُرزور
اپیل کرتے ہیں کہ یا تو محمد امین صاحب سے ہر دو واقعات مذکورہ بالا کا ثبوت طلب
کریں جو وہ کبھی پیش نہیں کر سکتا یا اس کو اپنی اس غلط تحریر سے رجوع کرنے پر

مجبور کریں۔ ہم نے بطورِ نمونہ یہ دو واقعات لکھے ہیں جو بحکم القلیل یدل علی الکثیر کافی ہیں، ورنہ کتاب تذکرہ اور خزینہ میں کئی ایک ایسے واقعات ہیں جن سے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد توہین ثابت ہوتی ہے۔

خود حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ الطالبین صفحہ ۶۹۵ میں فرماتے ہیں اذا اراد ان یتأدب بشیخ ان یکون لہ ایمان وتصدیق واعتقاد ان لا احد فی تلک الدیار اولی منہ حتی ینتفع بہ یعنی جب مرید از روئے صدق وایمان واعتقاد پیر سے ادب سیکھنا چاہے تو یہ خیال کرلے کہ زمانے میں میرے پیر سے افضل کوئی نہیں، یہاں تک کہ نفع پائے۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ اپنے اپنے مشائخ عظام کو افضل سمجھنا پہلا ادب ہے کہ مرید اس کے خلاف اعتقاد رکھے تو پیر سے کبھی فیض یاب نہیں ہوگا۔

سید الطائفہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف مکتوب دویست و ہفتاد و سوم میں ارشاد فرماتے ہیں:

سالک را باید کہ ملتزم طریق شیخ خود باشد وبطریق مشائخ دیگر التفات نہ کند۔

یعنی سالک کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے طریق کا ملتزم رہے اور دوسرے مشائخ کے طریق کی طرف التفات نہ کرے۔

مصنف تذکرۃ المشائخ کتاب سیر الاقطاب سے لاتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقی ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی بات کے واسطے گوشہ چاہیے۔ چلو خلوت میں تم کو کچھ فیضیاب کریں تو حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ خلوت میں جانے سے مجھے اپنے پیر کی غیرت مانع ہے اور میں اپنے پیر کو سب سے افضل جانتا ہوں۔ یہ سن کر آپ خاموش رہے۔

مشائخ عظام ہر چہار سلاسل کا اس پر اتفاق ہے کہ اپنے مشائخ کی افضلیت کا

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے سُنا۔ فرماتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بیعت کی فلخذ علیہ الصلوٰۃ والسلام یدی بین یدیہ فانا اصافح عند البیعۃ علی ہذہ الصفۃ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ پس میں بھی لوگوں کو اسی طریقہ سے بیعت کرتا ہوں۔ مثنوی شریف مولانا روم جس کے ہر مضمون کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں نورِ نبوت سے ماخوذ فرمایا ہے۔ حسب ذیل ابیات ہیں، جن سے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنا ثابت ہے۔ دیکھو دفتر ۱۲ ۔

دست را مسپار جز از دست پیر — حق شدہ ست آں دست، او را دستگیر
چوں بدادی دست خود در دست پیر — پیر حکمت کو علیم ست و خبیر
چونکہ دستِ خود بدست او دہی — پس زدست آکلاں بیروں جہی
او نبی وقت خویش ست اے مُرید — زانکہ زو نورِ نبی گردد پدید

دست تو از دست آں بیعت شود
کہ ید اللہ فوق ایدیہم بود

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی جلد ا ـــــ ص ۱۴۲/۱۰۲ میں فرماتے ہیں، کہ بیعت باصطلاحِ متصوفین دست عقیدت را بدست ارشاد مرشدین منعقد ساختن۔ مُرید شدن عہد بستن است۔ بردست یکے از بندگان کہ واسطہ در واسطہ نائب پیغمبر ست ونائب پیغمبر نائب خدا ست۔

یعنی مُرید ہونا کسی مردِ خُدا کے دست حق پرست پر عہد باندھنا ہے کہ وہ واسطہ در واسطہ نائب پیغمبر ہے اور نائب پیغمبر نائب خُدا ہے۔ اسی واسطہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک تک اتصال ہوتا ہے تو جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اتصال ہی نہیں تو بیعت کیسی؟

ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ (احقر محمد عبد العزیز مرتضائی قصوری)

قائل ہونا طریقت میں پہلا ادب ہے ۔

حضرت خواجہ غلام فرید چشتی قدس سرہٗ العزیز چاچڑاں شریف

اپنے دیوان میں لکھتے ہیں :

میڈا کعبہ قبلہ مسجد منبر مصحف تے قرآن وی توں
میڈے فرض فریضے حج زکواتاں صوم وصلوٰۃ اذان وی توں

ص ۱۰۴

حاجت نہ صوم وصلواۃ دی خواہش نہ حج زکواۃ دی
چاہت نہ ذات صفات دی ہک شان وحدت جی مرک

ص ۵۳

کوٹ مٹھن ہے قبلہ کعبہ ظاہر نور عرفان آیا

ص ۲۱

چاچڑ وانگ مدینہ جاتم تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
رنگ بنا بے رنگی آیا کیتم روپ تجلیٰ
ظاہر دے وچہ مرشد ہادی باطن دے وچہ اللہ
نازک کھڑا پیر فریدا سانوں ڈسدا ہے وجہ اللہ

ص ۲۰۰

مسئلہ بیعت

جناب مولانا مفتی محمد عبدالعزیز صاحب مدظلہم العالی (رحمۃ اللہ علیہ)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیعت کے لیے ہاتھ میں ہاتھ دینا ضروری نہیں، صرف دلی ارادے اور نیت کرنے سے ہی بیعت ہو جاتی ہے ۔ کیا یہ درست ہے ؟

بینوا و توجروا

خاکسار حافظ شیر محمد جھنگوی

الجواب

غلط ہے سوائے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے ہرگز بیعت نہیں ہوسکتی ۔ یہ خلاف سنت ہے اور جو شخص صرف نیت کر کے کسی بزرگ کی طرف اپنی بیعت کو منسوب کیے ہوئے ہے اس کا حشر بے پیر لوگوں میں ہوگا ۔ بعض مسائل بیعت نکاح پر قیاس کیے جاتے ہیں تو کیا صرف نیت سے نکاح ہوسکتا ہے ۔ اسی طرح بیعت نابالغ کا جواز باتفاق جمہور صوفیہ منقول ہے ۔ کتاب نزہۃ السالکین حضرت علیم اللہ حسنی علیہ الرحمۃ میں ہے کہ نابالغ کو اگر اس کا ولی بیعت کرائے یا کرے تو جائز ہے ۔ لیکن بحکم فقہ ولہ خیار الفسخ بعد البلوغ فی غیر الاب والجد (کتب فقہ) بعد از بلوغ اس کو اختیار ہے کہ اس ارادت پر قائم رہے یا نہ رہے ۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ بیعت کرانے والا اس کا باپ یا دادا ہو تو فقہ کے مسئلہ مذکورہ پر قیاس کر کے وہ بیعت لازم ہو جاتی ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نابالغ بچوں کو بیعت کرنا صحیح حدیث سے ثابت ہے ۔

پس صرف نیت سے بیعت کا جائز ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں ۔ ہاں عورتوں کو صرف کلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیعت کرنا ثابت ہے نہ مردوں کو خود قرآن پاک میں ید اللہ فوق ایدیہم آیا ہے، جس سے بتصریح ثابت ہاتھ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرتے تھے ۔ مسلم شریف کی حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان میں بروایت حضرت عمرو بن عاص آئی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ابسط یمینک لا بایعک فبسط یمینہ ۔ یعنی میں نے کہا حضور دایاں ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں ۔ پس آپ نے دایاں ہاتھ بڑھایا ۔

امام المحدثین شیخ الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز انتباہ میں رقم طراز ہیں کہ جمہور صوفیہ ویار عرب ہیئت بیعت ایشاں است کہ شیخ کف دست راست خود را بر کف دست راست طالب نہد ۔ یعنی تمام صوفیہ ملک عرب بھی اسی طرح بیعت لیتے ہیں کہ شیخ اپنا کف دست مرید کے کف دست پر رکھتا ہے اور بیعت کرتا ہے ۔

فہرست کتب خانہ نقشبندیہ مرتضائیہ

۱) **تحقیق الوجد** : مضمون نام سے ظاہر ہے تصنیف خواجۂ عالم حضرت پیر نور محمد صاحب فنا فی الرسولؓ ــــ ہدیہ

۲) **حجت ربانی** : یعنی مسئلہ علم غیب کا فیصلہ بجواب مولوی عبد الشکور لکھنوی دیوبندی حسین علی موضع وان بھچراں ضلع میانوالی تصنیف حضرت خواجۂ عالم پیر نور محمد صاحب فنا فی الرسولؓ نقشبندی مرتضائی۔ ہدیہ

۳) **ظہور الصفات فی جمیع الموجودات** : یعنی مسئلہ وحدت الوجود کا براہین قاہرہ سے قطعی اور صحیح فیصلہ کر کے ملحدین کا رد کیا گیا ہے۔ بمعہ تصدیقات علماء کرام و مشائخ عظام ہند و پاکستان تصنیف حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد صاحب فنا فی الرسولؓ نقشبندی مرتضائی۔ ہدیہ

۴) **توثیق الابحاث لصلوٰۃ المستغاث** : یعنی درود مستغاث شریف کا اردو ترجمہ اور تشریح جس میں مسئلہ حاضر ناظر نور علم غیب استمداد ندا یا رسولؐ اللہ کو براہین قاہرہ سے انتہائی عمدگی کے ساتھ حل کیا گیا ہے تصنیف حضرت خواجۂ عالم پیر نور محمد صاحب فنا فی الرسولؓ ــــ ہدیہ

۵) **مجمع البحرین** : یعنی درود مستغاث شریف مترجم و قصیدہ بردہ مبارک بمعہ ترجمہ منظوم پنجابی از حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ فنا فی الرسول رضی اللہ عنہ ــــ ہدیہ

۶) **جام صہبائے عشق** : حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ فنا فی الرسولؓ کی شان میں مختلف شعراء کا مدحیہ کلام۔ ہدیہ

۷) ایک سو ایک احادیث بمعہ سلیس اردو ترجمہ ۸) ایک سو ایک قوال ۹) قدم بوسی۔